بفیض روحانی
نمونۂ شدت
حضرت عمرو
اعلیحضرت خلیفہ
و مظہر اعلی
حضرت امام
المناظرین شیر
بیشۂ سنت الشاہ مفتی
حشمت علی خان
قادری رضوی رضی
المولیٰ عنہ



ماہنامہ حشمت ضیا

اکتوبر
۲۰۲۱
(Oct-2021)

سنیت کا کام کریں گے فتاویٰ رضویہ عام کریں گے

مدیر : عبید حشمت علی

تزئین کار : محمد سہیل رضا حشمتی
(عرب شریف)

آر این آر آرٹس گلبرگہ

ماہنامہ
حشمت ضیا
اکتوبر ۲۰۲۱ء

مدیر

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ القوی

(عرب شریف)

بفیض رُوحانی

جملہ **صحابہ کرام** رضوان اللہ علیہم اجمعین

ثم

مفسر اعظم ہند **علامہ ابراہیم رضا خان** علیہ الرحمۃ الرحمٰن

ثم

سرکار امین شریعت **علامہ سبطین رضا خان** علیہ الرحمۃ الرحمٰن

ثم

حضور صدر العلماء گل سرسبد گلزار رضویت **علامہ تحسین رضا خان** علیہ الرحمۃ الرحمٰن

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان، **حضرت مفتی ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلی حضرت محقق عصر، رئیس التحریر **حضرت مفتی فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

نعت شریف

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو

از— برادر اعلیٰ حضرت سرکار استاذ زمن علامہ حسن رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

دیکھا انہیں محشر میں تو رحمت نے پکارا
آزاد ہے جو آپ کے دامن سے بندھا ہو

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتوں کا بھلا ہو

فردوس کے باغوں سے ادھر مل نہیں سکتا
جو کوئی مدینہ کے بیاباں میں گما ہو

دے ڈالیے اپنے لب جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل! درد **حسن** کی بھی دوا ہو

ہر شے پہ لکھا نامِ محمد

از-امام جلال الدین سیوطی رضی المولیٰ عنہ

ملکوتِ اعلیٰ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے (بظاہر) خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے التجاء کی:

"اے میرے رب مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ بخش دے۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح جانا؟ عرض کیا: "جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور میرے جسم میں جان ڈالی، میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرشِ اعلیٰ کے ستونوں پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نام نامی تیرے اسمِ گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ و محترم ہوگا"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔"

حدیثِ قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لولاک لما خلقت الافلاک

اس حدیثِ قدسی کے یہی معنی ہیں یعنی یہ تمام کائنات اور عالم اجساد صدقہ ہے وجودِ مسعود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

(حاکم، بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابنِ عساکر)

حضرت آدم علیہ السلام کی شیث علیہ السلا کو وصیت:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء و مرسلین کی گنتی کے برابر لاٹھیاں عطا فرمائیں۔ یہ تعین نہیں کیا جاسکتا کہ وہ لاٹھیاں کتنی اور کیسی تھیں۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "اے میرے بیٹے! میرے بعد تم میرے قائم مقام ہو، تو اس منصب و خلافت کو "عمارۃ التقویٰ اور عروۃ القوثقی" کے ساتھ اور جب تم اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کا بھی نام لینا اور ذکر کرنا۔ کیونکہ میں نے عرشِ الٰہی کے ستونوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اس وقت لکھا دیکھا جبکہ میں روح و مٹی کے درمیان میں تھا۔ اس کے بعد مجھے آسمانوں پر پھیرایا گیا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحریر دیکھا اور میں نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حورالعین کی پیشانیوں پر اور جنت کے بردرختان سبز پر اور درختِ طوبیٰ کے ہر پتہ پر اور "سدرۃ المنتہیٰ" کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے اور

فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے تو تم اس اسمِ گرامی کا کثرت سے ذکر کرنا کیونکہ فرشتے اس کا ورد کرتے ہیں۔

(ابنِ عساکر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شبِ معراج جب میں لامکاں کی سیر کو گیا تو میں نے عرشِ الٰہی کے ستونوں پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے:

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایدتہ بعلٰی (ترجمہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں، بے شک ان کی سربلندی کے ساتھ تائید کی۔")

(ابنِ عساکر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی شب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو ہر آسمان پر میں نے یہ الفاظ لکھے ہوئی دیکھے: محمد اللہ کے رسول اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے خلیفہ ہیں۔"

(ابویعلی، طبرانی، ابن عساکر)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب مجھے معراج کی شب آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔"

(بزاز)

دار قطنی، ابن عساکر، حاکم اور ابو نعیم رحمہم اللہ وغیرہ جیسے اجلہ اکابر محدثین نے بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج اپنا اسم گرامی عالم بالا میں ہر مقام پر تحریر شدہ دیکھا۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شبِ معراج مجھے سیر کراتے ہوئے عرش پر لے گئے تو وہاں کے سبز پردوں پر سفید نورانی حروف سے میں نے لکھا ہوا دیکھا: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر ن الصدیق ، عمر الفاروق ، عثمان ذوالنورین "

(دار قطنی، خطیب، ابن عساکر)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا ہے۔

(ابو نعیم حلیۃ الاولیاء)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور تمھاری امت میں سے جو کوئی ان سے ملاقات کرے اسے حکم دو کہ ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری نہ ہوتی تو نہ حضرت آدم علیہ السلام ہوتے اور نہ جنت و دوزخ ہوتی اور میں نے عرش کو پانی پر مقیم کیا تو وہ متحرک تھا، پھر میں نے اس پر لکھا: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو وہ ٹھہر گیا۔"

(حاکم)

حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان "محمد رسول الله خاتم النبيين" لکھا ہوا تھا۔

سونے کی تختی پر تحریر:

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ وہ خزانہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وہ سونے کی تختی ہے، جس میں لکھا ہوا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"میں اس شخص سے تعجب کرتا ہوں جو قدرت پر یقین رکھتا ہے، پھر وہ غمگین بھی ہوتا ہے اور میں اس شخص پر حیرت کرتا ہوں جو جہنم کی ہولناکیوں کو یاد رکھتا ہے، پھر وہ ہنستا ہے اور مجھے اس شخص پر بھی حیرت اور تعجب ہوتا ہے جو موت کو یاد رکھنے کے باوجود پھر اس سے غافل رہے، لا اله الا الله محمد رسول الله۔"

تقریباً اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے جس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جس کو خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "قمع الحرص" میں روایت کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم):

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگشتری کے نگینہ کا رنگ آسمانی تھا۔ یہ نگینہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ نگینہ اپنی انگشتری میں جڑوالیا تھا اس نگینہ پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھا ہوا تھا۔

(طبرانی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ میں "لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم" نقش کیا تھا۔

(عقیلی: کتاب الضعفاء)

پھول کے پتوں پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابوالحسن بن علی بن عبداللہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں بلاد ہند گیا تو میں نے ایک گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا۔ نہایت پاکیزہ خوشبو، اس کی پنکھڑیوں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پتیوں پر سفید حروف میں "لا اله الا الله محمد رسول الله و ابو بكر ، الصديق عمر الفاروق" لکھا تھا۔ مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس کے بعد میری نظر ایک اور کلی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے اسے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ویسا ہی لکھا ہوا تھا۔ اس بستی میں ایسے پھول بکثرت تھے حالانکہ اس بستی کے باشندے بت پرست تھے، وہ اللہ کو جانتے بھی نہ تھے۔

(ابن عساکر وابن نجار، فی التاریخ)

آسمانوں اور زمانہ آدم علیہ السلام میں اذان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سراندیپ (موجودہ سری لنکا) میں اتارے گئے تو انھیں وحشت وپریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اذان دینی شروع کردی۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھد ان لا الہ الا اللہ (دو مرتبہ) اشھد ان محمدا رسول اللہ (دو مرتبہ) حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: "یہ تمھارے ایک فرزند ہیں جو کہ انبیا علیہم السلام میں سے ہیں۔"

(ابونعیم حلیۃ الاولیاء)

(الخصائص الکبری، جلد ۱، صفحہ ۱۷)

☆☆☆☆☆☆

زیارت کے فضائل وفوائد

از: علامہ ابن حجر مکی رضی للہ تعالیٰ عنہ

زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں واضح دلائل اور تائیدات ظاہرہ ہیں جو کہ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اور کچھ ہم نے پہلی فصل میں بیان کئے ہیں کہ بلاشبہ یہ زیارت مشروع ومطلوب ہے اور یہ کامیاب مساعی' اہم ترین قربات اور افضل اعمال اور پاکیزہ ترین عبادات میں سے ہے اور اس کے ثمرات وفوائد اور ثواب کا تفاوت' درجات کا تباین اور جو کچھ فضائل آنے والے ہیں جو کوئی ان میں غور و فکر کرے تو اسے علم ہو جائے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے عظیم فوائد ہیں اور ہر ہر اس شخص کو پہنچتے ہیں جو کہ اخلاص کے ساتھ ان اعلیٰ مقاصد کا قصد کرے اس میٹھے گھاٹ سے پانی پینے کا ارادہ کرے۔

اس سلسلے میں بہت ساری صحیح وغیرہ احادیث مروی ہیں جن میں سے کچھ پہلی فصل میں گزریں جو کہ فضائل عظیمہ کی حامل ہیں جو زائر کو حاصل ہوتے ہیں۔ کچھ مضائقہ نہیں کہ ان میں اس کچھ کا بیان یہاں دوبارہ کر دیا جائے تاکہ ان کے فضائل دوبالا ہو جائیں۔

ا] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان علی شان ہے۔

"جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔"

کا معنی یہ ہے کہ اس کے لئے یہ سچا وعدہ ضروری ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا فائدہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی عمومیت کے ساتھ ساتھ جو کہ زائر اور غیر زائر دونوں کے لئے ہے۔ زائر کے لئے اس اس عظیم فعل کے سبب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مخصوص ہو گی۔ یا یہ نعمت کے زیادہ ہونے کا سبب ہے یا پھر روز حشر وغیرہ کے احوال میں تخفیف ہو گی یا پھر اس خصوصی شفاعت کے سبب اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہو گا کہ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ یا اس شفاعت سے مراد یہ ہے کہ جنت میں اس کے درجات بلند کئے جائیں گے۔ یا پھر دیدار خداوندی کی خصوصی نعمت سے سرفراز کیا جائے گا۔ اور اس کے علاوہ وہ ان چیزوں کا مستحق ٹھہرے گا کہ جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں اور نہ ہی کسی کان نے سنیں اور نہ کسی بشر کے قلب پر وارد ہوئی ہیں۔ یہ تمام شفاعتیں اور برکتیں اسی کے لئے ہوں گی نہ کہ اس کے غیر کے لئے۔ اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ جو شفاعت دوسروں کے لئے عام ہوں گی۔ اس کے لئے علیحدہ ہوں گی اور یہ اس کا افراد اس کی بزرگی اور شرف کے لئے ہو گا اور یہ تقویت زیارۃ کے سبب ہو گی۔ یا مراد یہ ہے کہ وہ اس زمرہ میں شامل ہو جائے گا جس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پہنچے گی تو اس کے لئے یہ بشارت ہے کہ وہ مسلمان فوت ہو گا یعنی اس کا خاتمہ بالخیر ہو گا۔ جس میں اس کا حکم عموم پر ہو گا نہ کہ اس میں اسلام پر وفات کے شرط مضمر ہے اگر ایسا ہوتا تو زیارت کا ذکر نہ کیا جاتا۔ کیونکہ اسلام تو اکیلا ہی شفاعت کے پہنچنے کے لئے کافی ہے۔ بخلاف پہلوں کے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زائر کے لئے خصوصیات سے فرمانا کہ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ تو یہ شفاعت عظیمہ وجلیلہ اس عظیم شافع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم پر مبنی ہے اور آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی عظیم نہیں ہے اور نہ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے کسی کی شفاعت بڑی و بزرگ ہے۔

۲] آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک:

"جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی۔"

۳] اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جو کوئی میرے پاس آیا اور اسے سوائے میری زیارت کے اور کوئی کام نہ ہو تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت فرماؤں۔

۴] اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ

"جو کوئی میری زیارت کے لئے آیا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ (کرم) پر ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہو جاؤں۔"

اس کا معنی پہلی فصل میں گزر چکا ہے۔اور عنقریب نویں فائدہ سولہویں خاتمہ اور چھٹی فصل میں آئے گا۔جو کہ اس کے متعلق ہے۔

حاصل کلام:- یہ ہے کہ یہ عظیم ثواب اور فوز و کامرانی اس شفاعت عظیمہ سے ہے جو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے اور صرف اسے ہی حاصل ہو گی جو اپنے چہرے کو اخلاص کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کر دے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی اور قصد یا کام نہ ہو جو کہ اس کے منافی ہو۔

۵] اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ:

"جس نے حج کیا اور میرے وصال کے بعد میری زیارت کی وہ ایسا ہی ہے گویا کہ اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔"

۶] اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ:

"کہ جس نے حج کیا اور میری قبر منورہ کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے میری ظاہری زندگی میں میری زیارت کی اور میری صحبت میں رہا۔"

۷] اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ:

"جس نے حج کیا اور میری مسجد میں میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری (ظاہری) حیاتی میں میری زیارت کی۔"

۸] اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ:

"جس نے مدینہ میں آکر میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا۔"

۹] اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے میری قبر کی زیارت کی (یا فرمایا) جس نے میری زیارت کی میں اس کا شفیع و گواہ ہوں گا اور جو دونوں حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اللہ عزوجل اس کو روز قیامت امن والوں میں اٹھائے گا۔"

۱۰] اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے قصداً میری زیارت کی یعنی اور کوئی اسے کام نہ ہو سوائے میرے قصد کے (جیسا کہ حدیث نمبر ۴ میں گزرا) وہ قیامت کے روز میرا ہمسایہ ہوگا۔"

۱۱] "جس نے مدینہ شریف میں سکونت اختیار کی اور اس کی تکلیفوں پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔"

۱۲] آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس نے میری زیارت میرے وصال کے بعد کی گویا کہ اس نے میری (ظاہری) حیاتی میں میری زیارت کی اور جو دونوں حرموں میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہوا اس کو قیامت کے دن آمنین میں سے اٹھایا جائے گا۔"

۱۳] آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اقدس ہے:

"جس نے حج مبرور ادا کیا اور میری قبر کی زیارت کی اور جہاد کیا اور بیت المقدس میں نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کو فرائض کے بارے میں نہ پوچھے گا۔"

۱۴] اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے میری زیارت میرے وصال کے بعد کی گویا کہ اس نے اس حالت میں میری زیارت کی کہ میں (چشم عالم میں) زندہ ہوں اور جس نے میری زیارت کی میں اس کا قیامت کے روز گواہ اور شفیع ہوں گا۔"

۱۵] اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جس نے مدینہ شریف میں میری زیارت کی میں اس کا قیامت کے دن گواہ اور شفیع ہوں گا۔"

۱۶] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو دونوں حرموں میں سے کسی حرم میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو آمنین میں سے اٹھائے گا۔ اور جس نے مدینہ میں نیکی اور ثواب سمجھتے ہوئے میری (قبر کی) زیارت کی وہ قیامت کے دن میرا ہمسایہ ہوگا۔"

۱۷] اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے میری زیارت میرے وصال کے بعد کی گویا کہ اس نے مجھے زندہ دیکھا اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو گئی اور میری امت میں جس کسی کو طاقت و وسعت ہو اور اس کے باوجود اگر اس نے میری زیارت نہ کی تو اس کے لئے کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔"

۱۸] محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اقدس ہے:

"جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی اور جو زیارت کے لئے میری قبر تک پہنچا قیامت کے روز میں اس کا گواہ (یا فرمایا) شفیع ہوں گا۔"

۱۹] سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے مکہ شریف میں حج کیا پھر میرے ارادے سے میری مسجد میں آیا اس کے لئے دو مبرور حجوں کا ثواب لکھا گیا۔"

۲۰] خطیب الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے میرے (ظاہری) انتقال کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیات میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔"

۲۱] امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو مدینہ شریف میں میری زیارت کے لئے آیا قیامت کے دن اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی اور جو دونوں حرموں میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہوا وہ قیامت کے دن امن والا ہو گا۔"

(الجوہر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم)



حسن مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

از- امام المتکلمین سردار العارفین علامہ نقی علی خان رضی المولیٰ عنہ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کا حسن عالم سے نرالا تھااور رنگ بدن نہایت روشن جو آپ کا وصف بیان کرتا چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتااور پسینہ آپکا چمک اور صفائی میں موتی کی مانند اور خوشبو میں مشک اذفر سے بہتر تھا کعب بن مالک کہتے ہیں جب آپ خوش ہوتے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کا منہ ٹکڑا ہے چاند کا علامہ قسطلانی کہتے ہیں کہ یہ سب تشبیہات راویوں کی سمجھ پر واقع ہیں ورنہ در حقیقت چاند اور سورج اور آئینہ کو اس جمال با کمال سے کچھ نسبت نہیں۔

شہ سوار من کہ مہ آئینہ دارِ حسن اوست،

تاج خورشید بلندش خاکِ نعلِ مرکب است۔

جمال یوسفی کہ ایک عالم اس پر شیدا ہے اور نظیر وثانی اس کا جہان میں ناپید احسن محمدی کا ایک شمہ تصور کیا چاہئے اذا ھوا قد اعطیٰ شطر الحسن سے یہ مراد ہے کہ اس حسن خدا کا ایک پرتو عالم پر چمکا اس میں سے ایک حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا باقی تمام جہان میں تقسیم ہوا ماہ و خورشید و زہرہ و مشتری میں وہی نور درخشاں ہے اور زمین و آسمان عرش و کرسی اس پرتوہ سے روشن وتاباں اسی کے فیض سے چمن دنیا تازہ وسیر اب ہے اسی کی آب وتاب سے گلشنِ جنت سرسبز وشاداب پروانہ اسی کی جھلک شمع میں پاتا ہے کہ اس کے سوز عشق میں اپنی جان جلاتا ہے اور مرغ چمن اسی کا رنگ گل میں دیکھتا ہے کہ اس کے درد فراق سے آہ و نالہ کرتا ہے اور شور و غوغا مچاتا ہے جملہ ارواح و اجسام ظل اس جمال سراسر نور کے ہیں اور تمام انوار ارضی وفلکی عکس اس پر نور سراپا ظہور کے ہیں۔

اے قصہ بہشت ز کویت حکایتے

شرح جمال حور ز رویت روایتے

انفاس عیسیٰ از لب لعلت لطیفہ

آب خضر ز نوش دہانت کنایتے

ہر چند کہ اس کا عکس ہر رنگ میں چمک رہا ہے مگر اس کی حقیقت ادراک عقول سے برتر اور ورا ہے صانع باکمال نے اس جمال کو اپنے دیکھنے کے واسطے بنایا اور اپنی محبوبیت کے واسطے پسند فرمایا عقول بشریہ کی کیا تاب جو اسے ادراک کریں اور اس کی حقیقت و ماہیت کی تنقیح کر سکیں شپر آفتاب کو کب دیکھ سکتا ہے اور سایہ نور کے مقابل کب آسکتا ہے علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں آپ کا جمال کسی پر ظاہر نہ ہوا اگر ظاہر ہوتا تو کوئی شخص دیکھنے کی تاب نہ لاتا اور ثابت ہے کہ جبرئیل امین خدمت سید المرسلین میں بصورتِ وحیہ کلبی آیا کرتے صورت اصلی ان کی کسی کو نظر نہ آتی ایک بار ابن عباس نے دیکھ لئے تھے بسبب شرف صحبت و قرابت حضرت کے اس وقت محفوظ رہے مگر آخر عمر میں نابینا ہو گئے اگر حورِ بہشت کا ایک کنگن دنیا میں ظاہر ہو جائے اسکی روشنی نور آفتاب اس طرح محو کر دے جیسے آفتاب کی روشنی ستاروں کو چھپا دیتی ہے پس صورت محمدی کہ ہزار درجہ صورت جبرائیل اور جمالِ حور سے

روشن تر اور لطیف تر ہے کس طرح نظر آسکے اور اس کے دیکھنے کی کون تاب لاسکے۔

کیا منہ ہے آئینہ کا تری تاب لا سکے،

خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے۔

مگر ہر شخص اس جمالِ باکمال کو اپنے حال کے موافق دیکھتا ایک دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے ماہ بنی ہاشم دنیا میں کوئی شخص آپ سے زیادہ خوبصورت نہ پیدا ہوا فرمایا تو سچ کہتا ہے ابو جہل نے کہا مجھے تم سے بد شکل زیادہ کوئی نظر نہیں آتا فرمایا تو سچ کہتا ہے صحابہ نے تعجب سے کہا یارسول اللہ یہ کیا فرمایا ارشاد ہوا ہر شخص مجھے اپنے ایمان کے موافق دیکھتا ہے یعنی ابو بکر کی نگاہ میں تمام جہان سے زیادہ خوبصورت اور ابو جہل کو سب سے بدصورت معلوم ہوتا ہوں واللہ در من قال۔

تراچناں کہ توئی ہر نظر کجابیند

بقدرِ بیغش خود ہر یکے کند ادراک

اگر چشمِ ظاہر اس کو دیکھ سکتی رویت میں تفاوت نہ ہوتا اور یہ تفاوت اس سبب سے نہیں کہ مرئی میں تغیر یا اس کے ظہور میں نقصان ہے بلکہ در حقیقت دیکھنے والے کا نقصان اور اس کی نظر میں فتور ہے۔

گر نہ بیند بروز شپر چشم

چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اس مقام سے ایک اور دقیقہ بھی حل ہوتا ہے کہ وہ جمال با کمال خواب میں بھی بقدر ایمان و استعداد خواب دیکھنے والوں کے مختلف احوال پر نظر آتا ہے یہ خواب جھوٹا نہیں ہوتا جس نے دیکھا بے شک حضرت کو دیکھا مگر دیکھنے دیکھنے میں فرق ظاہر ہے کما لا یخفی علاوہ بریں کوئی محب نہیں چاہتا کہ محبوب کا حسن دوسرے پر کما حقہ ظاہر اور جو ادا میرے ساتھ ہے کوئی اور بھی اس میں شریک ہوت بتل الیه تبتیلا یعنی تمام عالم سے انقطاع کلی کر کے میری طرف ٹوٹ رہ اور کسی سے کام نہ رکھ انا و انت و ما سویٰ ذلك خلقت لاجلك میں اور تو اور جو کچھ میرے اور تیرے سوا ہے میں نے تیرے لیے پیدا کیا ہے کہتے ہیں ام المومنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک دن اپنی سوئی ڈھونڈتی تھیں کہ حضرت تشریف لائے اور ان کی اس بات پر متبسم ہوئے اثناء تبسم میں دندانِ مقدس کا ایک کنارہ ظاہر ہوا کہ اس کا نور آفتاب کی روشنی پر غالب آیا اور اس کی روشنی میں سوئی مل گئی شاید وہی دندانِ مبارک جنگ احد میں شہید ہوا اور ظاہر ہے کہ جب مخلوق ادراک حقیقت سے قاصر ہے تو تعریف و توصیف بھی اس کی قدرت سے باہر ہے ولنعم ما قیل۔

یاصاحب الجمال و یا سید البشر

من وجهك المنير لقد نور القمر

لایمكن الثناء كما كان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

خدا اس کو جانتا ہے اور وہ خدا کو پہچانتا ہے فضولی کو یہاں دم مارنا بے جا ہے حقیقت اس جمال دلربا کی وہی ہے جو اس کے پروردگار نے قرآن مجید و فرقان حمید میں بیان فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ ۝

وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝

"اے نبی ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا" فائدہ علما نے اس جگہ چار وجہ تشبیہ کی بیان فرمائیں اول جس طرح چراغ سے تاریکی دور ہوتی ہے اور

مکان روشن ہو جاتا ہے اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے کفر و شرک کی تاریکی دور ہوئی اور تمام عالم نور ایمان و عرفان سے منور اور روشن ہو گیا دوم جس گھر میں چراغ ہوتا ہے اس میں چور نہیں جاتا اسی طرح جس دل میں حضرت کی محبت کا چراغ روشن ہے دزدِ متاع ایمان یعنی شیطان اس پر قابو نہیں پاتا۔ سوم چراغ کا نور خانہ تیرہ کو روشن کرتا ہے اور آپکی محبت کا نور دلِ تیرہ کو روشنی بخشتا ہے چہارم جس گھر میں چراغ ہوتا ہے وہاں بیٹھنے سے جی نہیں گھبراتا اسی طرح جس دل میں حضرت کی یاد ہے غم و الم اس کے پاس نہیں آتا اور بعض مفسرین سراج منیر کو آفتاب سے تفسیر کرتے ہیں اور تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا کو اس کی تفسیر کی دلیل ٹھہراتے ہیں اس تقدیر پر وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جس طرح سورج کا نور تمام عالم میں منتشر ہے اسی طرح سارا جہان آپ کے نور سے منور ہے اور جس طرح خدائے تعالی نے ستاروں کو مسافروں کی رہنمائی کے واسطے بنایا اور آفتاب کو بکثرت نورانیت ان سے ممتاز فرمایا اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو گمراہوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور ہمارے حضرت کو اس بات میں اور تمام فضائل و کمالات میں ان سے افضل واکمل کیا والضحی واللیل اذا سجی یعنی اے محمد قسم تیرے روئے درخشاں کی کہ صبح کی مانند روشن وتاباں ہے اور قسم تیری زلف مشکیں کی کہ رات کی طرح سیاہ ہے ما ودعك ربک و ما قلیٰ نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن پکڑا طٰہ، ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ طا کے عدد نو اور ہا کے پانچ ہیں نو اور پانچ چودہ ہوتے ہیں یعنی اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے۔

ممدوح خدا ہے وہ ازل سے

ہوں کس سے بیاں وصف اس کے

وصاف ہو جس کا خود ہی باری

ہے وصف میں اس کے خامہ عاری۔

اے عزیزا گرچہ حقیقت اس جمال دل ربا کی دریافت نہیں ہو سکتی مگر جس طرح عالم رویت میں ہر شخص بقدر اپنے ایمان و محبت کے دیکھ لیتا تھا اسی طرح عالم تصور میں بقدر تصفیہ و تجلیۂ قلب و ایمان و محبت کے ادراک اس کا جائز اور روا ہے پس بحکم مالا یدرك كله لا یترك كله کے صورت بابرکت کی صفت و ثنا بقدر اپنی استعداد کے اس مختصر میں لکھنا گنجائش رکھتا ہے اور بایں وجہ کہ رعایت ادب اور پاسِ شریعت نزاکتِ معنی و حسنِ عبادت سے اہم ہے ان امور سے کہ شعراء عصر میں بے تکلف مروج ہیں احتراز کیا جاتا ہے اب قلم اور زبان بہزار عجز وانکسار عرض مطلب میں مشغول ہوتا ہے۔

نظم

ان نلت یا ریح الصبا یوما الیٰ بیت الحرم

بلغ سلامی روضة فیها النبی محترم

من خده بدرالدجیٰ من وجه شمش الضحٰی

من ذاتہ نور الهدی من کفه بحرالهمم

نظم

دیدۂ خورشید زار از رویش

سنبلستاں مشام از بویش

پیش رویش بہشت ساختہ رو

حبذا خوانے صاحب ایں خو۔

یا ایها المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و الہ۔

سرانور سراسر سرالہی سے معمور مخزن دانش و شعور سردفتر دیوان سربلندی درۃ التاج فرق ارجمندی قبہ انوار غیبیہ خزانہ اسرار الہیہ درج گوہر نبوت برج سپہر رفعت سب سے بلند و بالا ہمسر اس کا دیکھا نہ سنا اور فر رسالت اس سے پیدا افسر شفاعت اس پر زیبا سر فرازان عالم اس کی سرکار میں فرق ارادات زمین انکسار پر رکھتے ہیں اور سرشاران بادہ نخوت اس کے حضور اپنی سرکشی اور خودسری سے توبہ کرتے ہیں۔

تاج خورشید ہمیشہ ہے اسی سے پر نور

بہر تسلیم جھکے رہتے ہیں سر اس کے حضور

فلک نیلگوں اس کی طلب میں سرگرداں ہے اور اوج گردوں اس فرق ہمایوں پر قربان سرو سرفراز اس کی یاد میں بہار و خزاں سے آزاد اور ہمائے بلند پرواز اس کے ہوائے شوق میں خانماں برباد۔ فرقد فلک اس کی جناب میں سر زمین نیاز اور سرِ سربلند اس کے قصرِ رفعت کا فرش پاانداز۔ طائر تیز پرواز عقل اسکے اوج سے بال وپر شکستہ اور سمندر صباگام خیال اس کی توصیف میں پائے خرام بستہ۔

دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا

پہنچے کب اس تک بات ہمارے غبار کا

یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آلہ جبین نور آگیں لوح سیمی یا مشرق خورشید ہے اور لوح سیمین جبیں بیاض بیت ابرو مطلع ہلال عید۔ گل صبح اس مہر تابندہ کے پرتو سے شگفتہ خاطر اور آئینہ حلب اس ماہ درخشاں کے تصور سے حیران و ششدر۔ گلستان ارم اس فاتح مصحف رخسار کے افاضہ سے شگفتہ و خنداں۔ اور نیر اعظم اس آفتاب عالم افروز کے انارہ سے تاباں و درخشاں۔ ماہ سیمی عذار اس کی صفائی کا بندہ اور زر مغربی آفتاب اس کی رنگینی کا شرمندہ۔ آب بلور اس کی صباحت سے پانی پانی۔ اور رنگ شفق عشق طلعت میں زعفرانی۔ یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آلہ۔ ابروے دل نشیں لوح جبیں کے قریں مطلع نجم سعادت۔ موج بحر لطافت۔ ہلال ماہ عید۔ طاق خانہ خورشید۔ مد تسمیہ صباحت حرم حریم ملاحت بیت حمدِ کبریا جوہر آئینہ مصفا۔ سفینہ نجاتِ نوح علیہ السلام۔ کلید ابواب فتوح۔ فلک پیر خم اس محراب کعبہ کے گرد طواف کناں۔ اور ہلال عید اس طاق حرم پر جان و دل سے قربان۔ دل زاہد اس گوشۂ عافیت میں چلہ نشیں۔ اور کماندار فلک اس کے حضور سر بر زمیں۔ تیر قضا اس کے اشارے پر چلتا ہے اور سینہ ماہ دو ہفتہ اس کے تیر محبت سے خستہ ہے۔ تودۂ خاک سے قاب قوسین تک اس کی شہرت ہے اور گاو زمین سے اسد فلک تک نشانہ تیر محبت کشتی ہلال گرداب شوق میں سرگرداں اور قوس فلک خون شفق میں غلطاں۔

ہر مہینہ میں نیا عکس مہ نور اس کا

زیب طاق حرم کعبہ ہے پرتو اس کا

یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آلہ

رگِ ہاشمی قوسین ابرو میں نمایاں ہے یا کمان ہلال میں تیر کہکشاں کمان رستم اس تیر غضب سے سہناک اور سینۂ دشمناں اس نشتر رگِ جان سے چاک چاک۔ اعدائے خطاکار اس ناوک جگر دوز کے خوف سے پیچاں۔ اور کفار بد اطوار اس سنان خوں بار کی خلش سے تودۂ خاک پر غلطاں۔

یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آلہ۔

مژگان دلستاں اعراب قران ہیں۔ یا رگِ جان مشتاقان۔ جوہرِ آئینہ۔ عارض تاباں۔ شعاع خورشید روئے رخشاں یپالک

مسالک راستی اکسیر ایمان کی بوٹی۔ صحراء عرب اس مژہ مشک فام کی خوشبو سے رشک تاتار۔ اور گریبان سحر اس تار شعاعی کے سودائے محبت میں تارتار۔ کماندار چرخ اس کے تیر محبت کا گھائل اور نیزہ باز فلک اس کے پیکان عشق سے بسمل یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیه و آله۔ چشمِ نرگسیں اور دیدہ سرمگیں۔ گنجینہ نگاہ حق بیں۔ آئینہ تجلی رب العالمین۔ نرگس گلزار جمال۔ مرآت حسن لایزال بینائے جمال کبریا ناظورہ دیوان اصطفا۔ طبیب صحت نرگس بیمار۔ مبداء سودا و بیاض لیل و نہار۔ مخزن انوار و اسرار منظورِ نظر اولوالابصار قرۃ العین حور عین چشم وچراغ اہل دین۔ نور عیون اہل نظر۔ روشنی چشم ابوالبشر۔ چشم بد دور عجیب آنکھ ہے ماشاءاللہ کہ چشم فلک کو بایں گردش لیل و نہار نظیر اس کا نظر نہ آیا اور آہوئے حرم نے چین و ختن تک ڈھونڈا کہیں ہمسر اسکا نہ پایا دام سے اس کو تشبیہ دینا سراسر بے مغزی اور آہوئے ختن کی آنکھ سے مشابہ کہنا عین خطا اور نادانی غزالان چین اگر اس چشم سرمگیں کو دیکھ پائیں عمر بھر اشک حسرت آنکھوں سے بہائیں اور آہوان ختن اگر اس دیدہ نرگسیں کے سامنے آئیں چوکڑی بھول جائیں۔ آفتاب اس عین عنایت کے شوق میں سرگرداں اور چشم صدف اسکی یاد میں دیدۂ طوفاں دیدہ سے گوہر فشاں۔ ابرِ گہر بار اس کی سیر چشمی کا کاسہ لیں اور کماندار فلک اسکے تیر نظر پر قربان ہونے کو لیں۔ گنہگاران امت کو اس سے چشم شفاعت اور تہیدستان عالم کو چشم داشت عنایت۔

چراغے کہ تااو نیفروخت نور

ز چشم جہاں روشنی بود دور

سوادِ فلک گشت گلشن بدو

شدہ روشناں چشم روشن بدو

پتلی طور تجلی خدا۔ منظور نظر کبریا۔ تارنگہ کو شعاع خورشید کہنا ناروا اور سرمۂ چشم کو سنگ موسی سے تشبیہ دینا بیجا آئینۂ مازاغ اس چشم خدا بیں کا سرمہ بصر ہے اور کریمہ ماتغی اس دیدۂ سرمگیں کا کھل جوہر مانگ کو چہِ خلد دنیا میں دکھاتی ہے اور کہکشاں فلک کو راہ بتاتی ہے شعرا کا زلف معنبری کی تعریف میں قافیہ تنگ ہے اور شب دیز فکر کا اسکے میدان مدحت میں پائے خرام لنگ۔ موشگافان جہاں اس کی توصیف میں قاصر۔ اور باریک بینان عالم اس کی تشبیہ میں سراسیمہ پزنجیر۔ بال بھر بھی نہیں وصف اس کا ادا ہوتا ہے۔ موشگافی کریں گرلاکھ تو کیا ہوتا ہے۔ نہ اسے افعیٔ پیچاں کہہ سکتے ہیں اور نہ زنجیر جنوں اور شب ہجراں سے تشبیہ دے سکتے ہیں کہ یہاں حد ادب سے سرِ مو تجاوز بلائے ایمان ہے اور بال بھر بیبا کی سراسر اندھیرا اور وبال جان بلکہ تشبیہ ان بالوں کی شب قدر سے بھی بیجا ہے اور تمثیل ان زلفوں کی لیلۃالبرات سے سراسر خطا۔ سنبل ژولیدہ مو کو اس طرۂ شائشتہ سے کیا مناسبت اور مشک ختن کو اس گیسوئے عنبریں سے کیا مشابہت کہ مشک خون ظبیات ہے اور وہ لام اسم ذات سنبلہ فلک اس کے طلب میں سرگرداں اور سنبل چمن سودائے نکہت میں آشفتہ وپریشان۔

ہے پریشانیِ سنبل سے عیاں خود اس کی

ہوش پھولوں کے اڑا دیتی ہے خوشبو اس کی

سایہ اس زلف سیاہ فام کا سینہ ماہ میں نمایاں ہے اور دماغ عشاق خیال نکہت سے غیرت سنبل وریحاں۔

دماغ از تاز موئے او شنار است

نگہہ را باغ روئے او بہار است۔

شہباز فکر اس جگہ دام حیرت میں گرفتار ہے کہ مہتاب سنبلہ میں جاسکتا ہے اور ابر آفتاب پر آسکتا ہے مگر یہ طرفہ تماشہ ہے کہ رات دن یکجا۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى۔

کیا زلف کا قرینہ ہے روئے جناب سے

لب زیر دامنِ شبِ قدر آفتاب سے

روے روشن زلف سیاہ میں نمایاں ہے یا نور بصر مردمک چشم سے نمایاں۔ زہرہ اس مشتری طلعت سے شرمندہ۔ اور چاند اس مہر جہاں تاب کا داغی بندہ۔ ماہ دو ہفتہ پر تو عارض سے تاباں۔ اور مہر منور نور رخسار سے درخشاں۔ شمع حرم اس شعلۂ محبت سے روشن۔ مرغ چمن اس کی یاد سے گل مراد بدامن۔ شمس بازغہ اسکے مدرسۂ تنویز میں شمسیہ خواں۔ اور قمر دو ہفتہ اس مصباح ہدایت کی ضو سے سراج آسمان چراغ خود اس کی لو سے منور۔ اور فانوس خیال اس کے پرتو سے چراغ در بر عکس تجلی مرات عارض میں باہر۔ اور صورت معنی آئینہ رخسار سے ظاہر۔

اس آئینہ سے صاف عیاں قدرت حق ہے۔ پہلا تو یہی حسن کہ دیواں کا ورق ہے۔

لعل بدخشاں کا اس کی رنگینی سے دم فنا۔ اور گل گلستاں کا صرصر خجالت سے رنگ ہوا۔

روئے گل ہی پر نہیں تیز وہ رخسارے ہیں

ایک رخ کیسا خجل ان سے تو رخ سارے ہیں۔

اس عارض پر تو نور کے عشق میں رنگ رخسار سحر فق ہے۔ اور سینۂ ماہ شق۔ مرآت خیال کو سکتہ۔ چراغ صبح سسکتا۔ گل سوکھ کر کانٹا۔ نسیم بہار بے دست و پا۔ مطبخ گلزار سرد۔ رنگ شفق زرد۔ دل شبنم افسردہ روئے گل پژمردہ۔ دریاں گریاں۔ خورشید سر گرداں۔ مرجان بیجان۔ آئینہ حیران۔ شمع چراغ سحر۔ عقیق خون جگر پروانہ فدا۔ بلبل بے نوا۔ لالہ خونین کفن۔ قمری طوق غم بگردن۔ یاقوت بیدم۔ لعل زیر بار غم۔ ید بیضا دست بر دل۔ تدروئے تیغ بسمل۔ مرغ چمن کو اس گلستان خوبی کی یاد میں سبق بوستاں فراموش اور عندلیب طبع اس گل رنگین کے نشاء شوق میں گلزار جہاں سے غافل اور مدہوش۔ آئینہ حلب پرا گروہ ماہ عرب عکس افگن ہو سوز محبت سے گل جائے۔ اور ورق گل پرا گر وصف رخسار رنگین زیب رقم ہو اپنے پیرہن میں پھولا نہ سمائے۔ یا ایها المشتاقون بنورِ جماله صلو علیه و آله۔ ریش مطہر گرد رخسارۂ انور ہالہ قمر یا جدول قرآن ہے۔ اور خط مبارک مصحف عارض پر منبیہ لوح محفوظ یا حاشیہ صحیفہ ایمان۔ خط شفاعت اسے کہنا زیبا۔ اور فرمان بخشش امت سمجھنا روا۔ انیس بال سپید اس میں نمایاں ہیں۔ یا شعاع قمر تاریکی شب میں تاباں۔ یا ایها المشتاقون بنورِ جماله صلو علیه و آله۔ نگاہ ماہ دو ہفتہ کی تابش دنداں پر کام نہیں کرتی۔ اور نظر مہر تابندہ کی ان کی چمک دمک پر نہیں ٹھہرتی۔ ماہتاب ان کے خیال میں رات رات بھر تارے گنتا ہے۔ اور آفتاب سودائے محبت میں تمام دن تنکے چنتا ہے۔ نیساں ان کے عشق میں نالاں اور سبعہ سیارہ سر گرداں۔ ستارہ پنجالہ دریا۔ آنسوں کا نالہ۔ برقی بیتاب مردارید غرق گرداب۔۔۔۔۔۔

لکڑی ان دانتوں سے الماس کا بھی دل ہووے۔ بیدھا جاوے کوئی موتی جو مقابل ہووے۔ نہ انھیں دانہ انار سے تشبیہ دے سکیں اور نہ تسبیح ثریا اور عقد پروین کہہ سکیں بلکہ۔

دندان رشک در ہیں دہن رشک درج ہے

بتیس آفتاب ہے اور ایک برج ہے

یا ایها المشتاقون بنورِ جماله صلو علیه و آله

دہن رشک چمن اسرار الٰہی کا خزینہ۔ جواہر جنت کا گنجینہ۔ پھول اس گل رعنا کی مشابہت سے شگفتہ دل۔ اور غنچہ اپنی نارسائی سے دل تنگ اور منفعل۔ کہ ہزار رنگ لاتا ہے۔ مگر مداح دہن اسے منہ نہیں لگاتا۔ بایں وجہ منتظر کمال کو کامل سے کیا مناسبت اور انقص کو اکمل سے کیا مشابہت۔ تنگی دہن زناں ناقصات العقل والدین کی صفت ہے۔ اور مناسب حال مردان میدان فراخی و وسعت۔ افواہ اس دہن رشک عدن کی آسمان و زمین میں منتشر۔ اور آوازہ اس شگاف قلم صنع کا تقریر و تحریر سے باہر۔ جوہری فلک اس کانِ جواہر کی جستجو میں سر گرداں۔ اور خضر رہنما اس چشمۂ حیواں کی تلاش میں سر بہ بیاباں۔ دہن خوبردیاں اس کے مقابل کالمعدوم۔ اور غنچہ خاطر خوباں اس کی یاد میں مغموم۔ بلبل خوش نوا نثار طرز تکلم اور گل رنگیں ادا قتیل جلوہ تبسم یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ صلو علیہ و آلہ۔ زبان چشمۂ حیواں کی روح افزا ہے۔ یا دائرۂ دو ہلال لب میں ایک خورشید جلوہ فرما۔ ہر زباں داں اس کی تعریف میں عذب البیان۔ اور سوسن دہ زبان اس کی توصیف میں رطب اللسان۔ یوسف مصری اس کی مدحت سے شیریں دہاں۔ اور طوطی صدری اس کی نعت میں شکر فشاں۔

حلاوتِ چاشنی گیر از بیانش
بہ شیرنی موظف از زبانش

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ صلو علیہ و آلہ

لب نوش آگین غیرت انگبیں۔ اور لعل نوشیں رشک قند شیریں۔ جب نبات شیریں کلامی۔ کند مکر رعذ البیانی ورق ورد احمر۔ آبروئے گوہر جانِ لعل و مرجان۔ روح گلزار رضواں۔ لطافت موج طراوت۔ طراوت جوئبار لطافت گلدستہ بزم زیبائی۔ بہارستان رنگیں اداائی۔ نام خدا ہر بات اس کی آب خضر سے جانفزا تر۔ اور ہر کلمہ اس معجزۂ مسیح سے افضل و برتر۔

دم میں مردوں کو جلاتی ہے عنایت اس کی
لبِ عیسی سے کوئی پوچھے حقیقت اس کی

نیشکر اس کی شیریں بیانی سے انگشت حیرت دردہاں اور حلوائے مقراض وصگ شکرافشانی میں بریدہ زباں آب شیریں فرات اس کے حسن و صفا کے آگے پانی بھرتا ہے اور شکر لبوں کا اسکے سامنے اپنی گفتار شیریں سے دل کھٹا۔

لبش جاں داروئے لعل بدخشاں
زمیں بوسش کناں یاقوت درکاں

محبوبان مصری اس کے ہجر میں تلخ کام اور عقیق یمنی اسکے عشق میں خون آشام۔

کوثر کا اشتیاق میں ان کے یہ حال ہے
گویا وہ تشنہ لب تہہ آب زلال ہے۔

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ صلو علیہ و آلہ۔

گوش حق نیوش قطب فلک سے ہم دوش اور در یتیم اس کان صباحت کا حلقہ بگوش۔

اس کان کی ثنا نہیں ممکن زبان سے
دیکھا نہ آنکھ سے نہ سنا کان سے

شمع کافوری اس کی لو میں سر گرم سوز و گداز اور صدف دربار آوازہ زیبائی سے گوش برآواز یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ صلو علیہ و آلہ۔ بنی الف ابجد ازل ہے یا نخل طوبی کا پھل۔ جوہر

آئینہ رو۔ تیر کمان ابرو نخل بادام جنت موج بحر رحمت ۔ شاخ نہاں امید۔ شعاع نور خورشید۔ گل باغ مہربانی۔ نصف مصحف کی نشانی۔ یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آله۔ گردن انور فوارۂ نور ہے یا صراحی بلور۔ اور چراغ فلک اس کے پر تو سے روشن خیال ناعت اس کی لو سے شمع انجمن۔ یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آله طبع نازک اگر باریک بینی پر کمر چست باندھے اور بال کی کھا نکالے عقدۂ کمر مبارک نہ کھول سکے اس سرمایۂ اقبال کو بال کہنا و بال اور اس کی باعثِ ایجاد کو عنقا سمجھنا محال۔

قاب تک ہم نے بہت قاف قمر ڈھونڈا ہے۔

کمریں دیکھی ہے مگر ایسی کمر عنقا ہے۔

اس کنہ حق کو تار شیرازہ ہستی لکھنا بجا ہے۔

اور اس رشتہ یقین کو جوہر آئینہ قدرت کہنا زیبا سینہ مہر گنجینہ حسن وصفا کا خزینہ۔ لوح محفوظ ہے یا مرات تجلی۔ آئینہ قدرت یا سیم فردوس کی تختی

صدرِ دیوانِ رسالت کا عجب سینہ ہے

صورت علم لدنی کا وہ آئینہ ہے

اہل انصاف کے نزدیک انکشاف اس کی حقیقت کا محال ہے اور زبان وصاف بیان اور صاف میں لال۔ خط سیاہ اس سینہ صاف پر کھینچا ہے یا دست قدرت نے دست اوپر محبت ورق آفتاب پر لکھا ہے۔ شکم مبارک تختہ سیمیں ہے یا لوح صندلیں۔ الماس کا پرچہ یا چاند کا ٹکڑا۔ آئینہ مصفا اس کی صفائی سے حیران ہے کہ پشت مبارک اس شکم صاف سے صاف عیاں ہے۔

سوا بدر سے شانِ شکم صاف اس کی

چشمِ اختر بھی جھپک جائے وہ ہے ناف اس کی

یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آله

ناف جناب دریائے لطافت کا گرداب یا بحر صفا کا گوہر خوش آب۔ کاخ تجلی کا روزن سربستہ۔ یا حسن وصفا کی چشم نیم وا

یا نافِ پاک ننھا سا اک جامِ نور ہے

جس میں زلال چشمۂ آب بلور ہے

یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آله

مہر نبوت پشت مقدس پر مختوم ہے اور نام خدا اس میں مرقوم ہے۔

نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالم گیر

سکہ میں کھدا نام شہنشاہ و وزیر۔

شانہ ایک ایک شان و شوکت میں یگانہ ۔ زور و قوت میں یکتائے روزگار لشکر کشی کو سر دست تیار جس سے ہات ملائے سلطنتِ دارین عنایت فرمائے

محیطے چہ گویم کہ بارندہ میغ

بیک دست گوہر د گر دستِ تیغ

بگوہر جہاں بیاراستہ

بہ تیغ از جہاں داد و دیں خواستہ

ہاتھ موجِ دریائے کرم ہے۔ اور دستگیر عاصیان امم۔ الف الطاف و اکرام۔ شاخ نہال انعام ۔ مفتاح باب رحمت۔ کلید ابواب

جنت۔ ید بیضا اس گلدستۂ فردوس کا ہوا خواہ اور دست اندیشہ اس کے دامن ثنا سے کوتاہ۔ پنجہ خورشید رات دن پھرتا ہے مگر پنجۂ مبارک کا ہمسر شش جہت اور ہفت کشور میں ہاتھ نہیں آتا اور سوسن وہ زبان ہر چند شش و پنج کرتا ہے لیکن دونوں عالم میں ایک شے کو بھی اس مربع نشین چار بالش یکتائی سے تشبیہ کے قابل نہیں پاتا۔

بازو موجِ بحر حسن و ضیا۔ شمع ساعد اندھیرے کا اجالا مہِ نو ناخن کی صفا سے شرمسار۔ اور ناخن تدبیر اس کی عقدہ کشائی پر نثار یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آله شاخِ نسرین ساق سیمیں پر فدا اور گل رنگین کا اس کی رنگینی دیکھ کر دم ہوا۔ شمع اگر اس مہرِ طلعت کو دیکھ لے روشنی اس کی کافور ہو جائے۔ اور سکندر اگر اس مرات تجلی کا وصف سن لے آئینہ اپنا طاق دل سے گرائے یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آله سرداران عالم قد مبارک کو آنکھوں سے لگاتے ہیں اور ارباب بصیرت خاک پا سے کحل الجواہر بناتے ہیں بنائے دین اس کے ثبات سے قائم واستوار اور طاؤس طناز یاد خرام ناز میں بیقرار واشکبار:

حسن رفتار زمانہ سے جدا اس کا ہے

چرخ پامالِ نشان کفِ پا اس کا ہے

نرگس جنت انتظار قدوم میں چشم براہ۔ اور آب حیواں اس کی خاک پا کا ادنی ہوا خواہ پشت قدم رخسارہ حور سے صاف اور کف پا لوح بلور سے شفاف نگہت جسم مشک بو سے مشام جان معنبر اور دماغ قدسیاں معطر اور شمیم بدن گلگوں سے صحن کعبہ رشک چمن۔ اور کوچہائے مدینہ غیرت گلشن اس کے نفحہ عنبرین سے بخت خفتہ بہار بیدار اور سودائے رائحہ مشکیں میں دامن تار تار۔ مشک ختن اسکا حبشی بندہ اور عرق بہار اسکے سامنے شرمندہ اور گل عرق تشویر بر رودستہ سنبل آشفتہ منہ یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آله لطافتِ تن رشک یاسمین سے محیط۔ فکر بر گرداب۔ اور زورق خیال در تہہ آب نرمی بدن فلک اطلس پر پشت پا مارتی ہے اور نزاکت جسم حریر جنت پر پاؤں نہیں رکھتی ایک عالم عشق ملاحت سے شوریدہ سر اور در یتیم یاد صباحت میں چشم تر رنگ صفا آئین اس تن سیمیں کا نور دیدہ صفائی ہے اور آئینۂ جمال رنگین ادائی۔ رنگ روئے خورشید روبرو اسکے زرد اور گرم بازاری آفتاب حضور اس کے سرد۔ آئینہ سکندر مقابل اس کے حیران۔ اور مشتری فلک اس کی طلب میں سر گرداں۔ چراغ بدخشاں اس کے سامنے باد خجالت سے گل اور گل رخان فرخار اس کی یاد میں، ہمصفیر بلبل یاد قامت میں سینہ گلشن سے آہ سرد بلند اور سرد آزاد زنجیر حسرت میں پابندہ۔

سرو در باغ بیک پائے ستادہ است نگر

بر کاب تو رود گر بودش پائے دگر

نخل طوبیٰ میں کیا شاخ ہے جو اس نونہال خوبی سے ہمسری کا دعوی کرے اور شمشاد کی کیا بنیاد جو اسکے سامنے سر اٹھائے مصرعہ سرد گلستاں اس کے وصف میں موزونی سے بے بہرہ اور الف اس کی مشابہت سے حروف تہجی کا پیشوا۔ ہزار داستان چمن اگر اس قامتِ موزوں کا وصف سن پائے ہزار شاخیں مصرعہ شمشاد میں نکالے اور قمری مسجع سخن اگر اس غیرت طوبیٰ کو دیکھے الف سرد کو صفحہ خاطر سے مٹائے وہ قامت زیبا اور قد رعنا نخل میوہ بہار ہے یا نہال خورشید بار۔ رونقِ نو نہالان چمن رایت اقبال گلشن۔ نونہال باغِ ارم۔ الف اسم اعظم

اس ایک الف سے ارض بھی ہے اور سما بھی ہے

دنیا کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے

یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آله سایہ بلند پایہ اس قد زیبا کا عنقا نایابی ہے یا سرمہ چشم عدم اور ظل ہمایوں اس سر درعنا کا مردمک دیدۂ آدم ہے یا نور عین نیر اعظم ماہ منور کے قریب اندھیرا کس نے دیکھا ہے اور مہر انور کے پاس سایہ کب آسکتا ہے۔

فتادہ سایہ زاں خورشید رخِ دور

کہ باہم راست ناید ظلمت و نور۔

اگر جسم نورانی کے لیے سایہ فرض کیا جائے نور کے سوا کیا نظر آئے گا اگر وہ سایہ دیدہ اہل بصیرت میں نہ سماتا نور معرفت ان کو نظر نہ آتا اور جو وہ ظل ہمایوں آئینہ مہر وماہ میں منعکس نہوتا آسمان انکو آنکھ کا تارا نہ بناتا مقام اس قامت سراپا عظمت کا اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ ہمسر اس کا پایا جائے اور مرتبہ اس قد مبارک کا اس سے بہت بالا ہے کہ پیرو اس کا خاک پر افتادہ نظر آئے۔

پیغمبر مانداشت سایہ

تا شک بہ دل یقیں نیفتد

یعنی ہر کس کہ پیر دادست

لاریب کہ برزمیں نیفتد

یا ایھا المشتاقون بنورِ جماله صلو علیہ و آله اللّٰھم صلی علی محمد نور الھدیٰ وبد رالدجیٰ وسلم تسلیما۔

(الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح، صفحہ ١١٤)

☆☆☆☆☆☆

میلاد نامہ

از: علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رضی المولیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ؕ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿﴾

"بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک بر گزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ (اے حبیب) پھر اگر منہ موڑلیں تو آپ فرمادیں کافی ہے مجھے اللہ نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔"

۱) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم پر انگنت نعمتیں فرمائیں۔ یہ حمد اس آدمی کی حمد کی مانند ہے جو اپنی حمد کی ادائیگی میں خلوص کا اظہار کرتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اور اس کے تمام نعمتوں پر سراپا سپاس ہو جس نے ہم کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انبیاء سے بہترین ہے کی بعثت کے لئے مخصوص کیا وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام مخلوق کے سردار ہیں۔

۲) میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے وہ ہی اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے بہترین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے وہ رسول مکرم ہیں جنہوں نے دین اسلام کو مکمل کیا اور آپ مجدد ہیں جس شخص نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی وہ بلاشبہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔

۳) اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر درود اور سلام بھیجے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود و سلام ہو اور ہر اس شخص پر درود و سلام ہو جو ان کی طرف منسوب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا ہدایت صحابہ کرام جو کہ آسمان کے درخشندہ ستارے ہیں ہر درود اور سلام ہو تمام تابعین پر اور تمام علماء پر رحمتیں نازل ہوں اور کائنات میں ہر اس شخص پر جو ہدایت دینے والا ہو یا ہدایت حاصل کرنے والا ہو اس پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

٤) حمد و صلوۃ کے بعد اے سعادت مند انسان سن! اور ہر اس شخص کو سننا چاہئے جس کا دل توحید نے منور کر دیا ہے یہ قصیدہ ایک مضبوط اور مستحکم ہار کی مانند ہے اس میں موتیوں کے پرونے کا انداز بڑا یگانہ ہے اس قصیدہ میں اس ماہتاب جہاں تاب صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہے جو دنیا میں بہترین دین لائے۔

٥) میں نے اس قصیدہ کو بحر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفیس جواہر یعنی عمدہ افکار سے ترتیب دیا ہے وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام نوع انسان سے بہترین ہیں جو پاکیزہ لوگوں کا خلاصہ ہیں جو غلاموں اور آزاد لوگوں کے سردار ہیں۔ کائنات میں موجود ہر چیز کے سردار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یگانہ ہے۔

٦) میں نے اس قصیدہ میں "مولد الدر دیر" کا خلاصہ بیان کیا ہے اور اس میں "المواھب الدنیہ" میں سے کچھ اضافہ بھی کیا ہے میں اس قصیدہ کے لکھنے سے اللہ تعالیٰ کے قرب کی امید کرتا ہوں اور میں یہ تمنا کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے معاون و مددگار ہوں اور اس قصیدہ کے اختتام پر میں نے ایک عمدہ دعا بھی لکھی ہے۔

اے عزیز تو جان لے کہ جس نے بھی پیارے احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھر یقیناً اُسکا نام رفعت آشنا ہو گیا اسی وجہ سے اہل علم آپ صلی للہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کا انعقاد کرتے ہیں اور یہ عمل ہدایت یافتہ ہے نجد کے گمراہوں کے علاوہ تمام کائنات اس فعل پر مسرت کا اظہار کرتی ہے۔

٦) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے پانچ سو سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے اس مبارک عمل کو مستحسن سمجھا ہے۔ محفل میلاد کا انعقاد ہر شہر میں ہوتا ہے اور اس محفل میں ہر صاحب علم اور صاحب حیثیت انسان شریک ہوتا ہے اور ہر آدمی جو راہ ہدایت پر گامزن ہوتا ہے۔ اس میں شرکت کرتا ہے۔

٨) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کتنے ہی عظیم الشان اجتماع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کتنے ہی لوگ بکھر گئے۔ لوگوں نے شہروں اور ٹیلوں کو سنوارا۔ انہوں نے روشنیوں اور شمعوں کو زیادہ کیا اور اچھی خوشبو کے ساتھ اپنے آپ کو معطر کیا۔

٩) انہوں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے خوشی حاصل کی وہ مسرور ہوئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے طفیل کھایا اور پیا۔ انہوں نے اپنے رب سے دعائیں مانگیں اور مناجات کیں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت طلب کی اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ محفل میلاد کے صدقے انسان ہر مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

١٠) جب لوگوں نے اپنے درہم اور دینار محفل میلاد پر خرچ کئے، اس محفل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ذکر کیا۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد اُسکے محبوب پر درود شریف اور دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے کتنے ہی شہروں کو آباد کر دیا اور لوگوں کو کتنی ہی آسانیوں سے نوازا اور انہیں خوشیاں و مسرتیں عطا کی۔

١١) اے سعید انسان! کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تیرے اس عمل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں گے یا تو یہ سمجھتا ہے کہ تیرا یہ مبارک عمل اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کرے گا میرا نفس تجھ پر نثار! یہ عمل مبارک کرتا رہ اور ہلاکت اور تباہی سے خوفزدہ نہ ہو بار بار محفل میلاد کا انعقاد کرتا رہ۔ تو سعادت مندی کی زندگی بسر کرے گا اور سعادت مندی کی حالت میں ہی تجھ کو موت آئے گی۔

١٢) لیکن اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور نجات کے لئے اخلاص شرط ہے بلاشبہ وہ حالات کو تبدیل کر دیتی ہے اور اطاعت کو برائی میں بدل دیتی ہے اور قرب کو بعد میں تبدیل کر دیتی ہے۔

١٣) انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے حلال مال کو محفل میلاد پر خرچ کرے۔ مال کا حلال ہونا نیک اعمال کی بنیادی شرط ہے اور اگر محفل میلاد پر خرچ کیا جانے والا مال حرام ہو تو اس محفل کا اجر اس آدمی کو ملے گا جس کا یہ مال ہو گا اور اس آدمی کو جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا اور یہ سب سے بری قید ہے۔

۱۴) عورتوں کا مردوں کے ساتھ ملنا یہ ہماری شریعت میں سب سے برا فعل ہے یہ ہمہ وقت اور ہر حال میں یہ جہالت اور گناہ کی علامت ہے اس لئے اس فعل سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہئے۔

۱۵) محفل میلاد میں ہر قسم کی برائیوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ہاتھ سے یا زبان سے کسی آدمی کو ایذاء نہیں دینی چاہئے اور ہر حسین اور روشن جبین سے "سماع" سننے سے انکار کرنا چاہئے خواہ وہ گانے والی کوئی حسینہ ہو یا ایسا خوبصورت لڑکا ہو جس کی ابھی داڑھی نہ آئی ہو۔ تو اگر ایسے ضعیف العقل (حسینہ یا امرد) لوگوں سے راہ فرار اختیار کرے گا تو کامیاب ہو جائے گا۔

۱۶) اگر کوئی شخص ایسی محافل و مجالس میں کچھ پڑھنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ وہاں رشد و ہدایت کی باتیں اختیار کرے اور انہیں سنائے۔ مثلا وہاں بھلائی، عمدہ اخلاق، جنت اور دوزخ کی گفتگو کرے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مبارک پیش کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی مدح خوانی کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور دیگر اولیاء کرام کی تعریف وستائش کرے۔

۱۷) انسان کو ایسی محافل میں نبی مصطفی تہامی صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ صلوۃ وسلام پیش کرنا چاہئے وہ نبی کریم جو تمام بنی نوعِ انسان سے بہترین اور نسل انسانی کے سردار ہیں جنہوں نے اپنی شریعت مطہرہ میں حرام و حلال کا امتیاز بتایا جو ہر شرف اور بزرگی کی اصل ہیں۔

۱۸) جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالی اسے دس مرتبہ اپنی رحمتوں سے نوازے گا۔ یقیناً یہ حدیث صحیح ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور اس نے شہرت حاصل کرلی ہے۔ یہ ایسا حق ہے جو صحیح و سالم ہے اور نقد ملتا ہے۔

۱۹) اگر میرا رب صرف ایک مرتبہ ہی درود شریف بھیج دے تو وہ درود شریف ہزار ہا درود شریف سے زیادہ ہوگا تو دیکھ اس صلوۃ وسلام کے کتنے فائدے ہیں اور اس کے اجر کے انوار کتنے رفیع ہیں۔ اس لئے اگر تجھ میں رشد و ہدایت ہے تو درود شریف پڑھنے کا حریص ہو جا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (الاحزاب:٥٦)

"بے شک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اسی نبی مکرم پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت) سے سلام عرض کیا کرو۔"

۲۰) سب سے پہلے اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی اصل اور ہر سردار کے بھی سردار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم کی مٹی سے پہلے نبوت ملی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر والد اور تمام اولاد کے بھی باپ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق آدم سے پہلی مخلوق اور بعد والی مخلوق کے بھی اصل ہیں۔

۲۱) سب سے پہلے اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا پھر اسی نور سے کائنات کے ظاہر اور باطن کی تخلیق کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کے بعد ہی قلم سے لکھا گیا۔ پھر اس قلم نے کائنات کی ہر چیز کے بارے میں لکھا۔

۲۲) تمام کائنات کی تخلیق نور مصطفی علیہ التحیۃ والثناء ہی سے ہوئی تمام علوی اور سفلی مخلوق کو آپ ہی کے نور سے پیدا کیا گیا تمام کائنات فرع ہے

اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اصل ہیں تمام جہانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں ہے۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نہ ہوتی تو تمام کائنات قید سے رہائی نہ پاتی یعنی تمام کائنات کو پیدا ہی نہ کیا جاتا۔

۲۳) پھر خلاق اعظم (اللہ تعالی) نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے تخلیق فرمائی اور آپ علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سارے عالم کو پیدا کیا گیا پھر اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس نور کے لئے مخصوص کیا جو محمد مصطفی، رسول ہاشمی اور تمام کائنات کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔ باپ کی طرف سے دادا کے لئے کتنی خوشی ہے۔

۲٤) اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا حضرت آدم علیہ السلام بڑی محبت و اشتیاق کے ساتھ ان کی طرف آئے لیکن حضرت حوا علیہا السلام نے قرب سے انکار کر دیا حضرت آدم علیہ السلام کو کہا گیا کہ پہلے حضرت حوا علیہا السلام کا حق مہر ادا کرو۔ اس کا حق مہر یہ ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو بڑی شان والے ہیں ان پر درود بھیجو۔

۲۵) وہ دونوں اللہ تعالی کی جنت میں سکونت پذیر ہو گئے انہیں وہاں پر عمدہ اور اچھی نعمت سے نوازا گیا حتی کہ ابلیس ان کے ساتھ بہتان لے کر آیا انھوں نے وہ دانا کھا لیا دونوں اس جنت سے نیچے اتر آئے اور ہندوستان کی سرزمین میں انہیں اتارا گیا۔

۲٦) حضرت آدم علیہ السلام کے لئے حضرت حوا علیہا السلام نے بہت سے بچوں کو جنم دیا ان تمام میں سے حضرت شیث علیہ السلام یقیناً بہترین تھے اسی وجہ سے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا امین بنایا گیا اور انہیں کہا گیا کہ آپ اس نور مبارک کے محافظ اور امین بن جائیں اور بعد میں آنے والی نسلوں کو بھی اسی طرح امانت کی حفاظت کی وصیت کرنا۔

۲۷) حضرت شیث علیہ السلام نے یہ وصیت اپنے تمام بیٹوں کو کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کے لئے بہترین عورتوں کا انتخاب کریں وہ بلند نسب والی شریف عورتوں سے نکاح کریں جو نجیب الطرفین (باپ اور ماں کی طرف سے اعلی نسب والی) ہوں اور شرف و بزرگی کی حامل ہوں۔

۲۸) اسی طرح حضرت شیث علیہ السلام کے بعد آپ کی اولاد نے اپنے بیٹوں کو بھی یہ ہی وصیت کی ان کے بعد جو بھی آتا رہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرتا رہا جو شخص بھی گزرتا وہ اپنی اولاد کو یہی وصیت کرتا اور یقیناً انہوں نے نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلم و تعدی سے بچایا۔

۲۹) انہوں نے بلند اور واضح نسب والی عورتوں سے صحیح نکاح کیا ان میں سے کسی نے بھی بدکاری کا ارتکاب نہ کیا۔ ان میں سے بڑے بڑے عظیم الشان سردار تھے وہ میدان جنگ کے شیر تھے اور شیروں سے زیادہ معزز تھے۔

۳۰) ان تمام میں سے ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر فخر کرتا رہا وہ یگانہ حیثیت کا مالک بن گیا اور اپنے زمانے کا سردار ہو گیا شرف اور بزرگی میں اس کا مثیل کوئی نہ تھا وہ یقیناً موحد تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد جنت الخلد میں جاگزیں ہیں۔

۳۱) حتی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزہ اور مطہر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب و نسب کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بلند ہیں۔ ہر بھلائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوام سے آگے ہیں آباء اجداد اور والدین کے لحاظ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلی

وارفع ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا شرف و وقار تمام حدود سے تجاوز کر گیا ہے۔

۳۲) نبی اکمل صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ایک سردار سے دوسرے سردار کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ ان کی جبینوں پر یہ نور اس طرح ضوفشاں ہوتا تھا گویا کہ وہاں مشعل رکھی ہوئی ہے ہر دانشمند اور عقل سے عاری انسان اس کو دیکھتا تھا وہ نور مبارک اس طرح تھا گویا کہ برج سعد کا کوئی ستارہ ہو۔

۳۳) حتیٰ کہ یہ نور مبارک آپ کے والد ماجد کی پیشانی میں قرار پذیر ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم سے کس کا باپ بہتر ہو سکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم میرے آقا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے لوگوں نے کبھی بھی آپ میں کوئی برا عیب نہ دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہر برائی سے پاکیزہ تھیں۔

۳٤) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اہل ایمان نہ تھے جبکہ پوری دنیا کو ہدایت دینے والی شخصیت انہیں سے ہی پیدا ہوئی یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہو وہ اپنے ہی والدین کے لئے راحم نہ ہو؟ ہر وہ انسان جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان کا منکر ہو اس کی زبان کاٹ دے۔

۳۵) میرے دل نے یہ جان لیا اور میری زبان نے یہ روایت کیا ہے کہ وہ دونوں جنت میں ہمیشہ رہیں گے ان دونوں کو اللہ کی قدرت سے زندہ کیا گیا وہ دونوں اپنے پیارے لخت جگر "عدنانی" صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان کا وہ پیارا نور نظر جو معد اور بنو معد کے لئے قابل فخر ہیں۔

۳٦) ہائے افسوس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔ آپ کے والد ماجد آپ کی والدہ ماجدہ سے بھی پہلے انتقال کر گئے۔ آسمان کے ملائکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں غمگیں ہو گئے۔ انہوں نے اپنے رب سے اس فیصلہ کے بارے میں آہ وزاری کی رب تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے اور میرے برگزیدہ انسان کو میرے لئے ہی چھوڑ دو۔

۳۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی عمر مبارک بیس سال سے بھی متجاوز نہ تھی کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی اولاد نہ چھوڑی اگر وہ زندہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں وہ دین و دنیا میں آپ سے راضی ہو جاتے اور ہر قسم کی سعادت حاصل کر لیتے۔

۳۸) لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہی رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو بھی زندگی عطا نہ کی نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو اور اولاد عطا فرمائے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا اکیلا ہی والی بناتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی انسان کا احسان نہ ہو۔

۳۹) اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام مخلوق کو مسخر کر دیا۔ کائنات کی ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مطیع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہلاکت کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ ایک دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیاسے یا بھوکے نہ رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر میری روح میرا باپ اور میرے دادا قربان ہو جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ-يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

٤٠) سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے بہترین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسب و نسب میں تمام مخلوق سے فوقیت حاصل ہے وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ کے لخت جگر ہیں وہ کریم النسل ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے عرب میں آپ کے بیس آباءواجداد گزرے ہیں اور یہ تعداد صحیح ہے۔

٤١) وہ وادی بطحاء کے سردار حضرت عبدالمطلب 'ہاشم' عبدمناف صاحب بصیرت ہیں قصی، کلاب، مرہ، کعب، لوئ، غالب، قریش جس کو فہر بن مالک جو شرف اور بزرگی والے ہیں، کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

٤٢) نضر، کنانہ ،خزیمہ جو ہر کام کو پوشیدگی سے کرتے تھے مدرکہ ،الیاس،ابن مضر، نزار معد جو ایک بہادر شیر تھے۔ان کے والد عدنان جن کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے۔ عدنان پر آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ موقوف ہو جاتا ہے۔

٤٣) اسی نسب معظم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم محترم ہیں اور اس عظیم حسب کی وجہ سے آپ قابل صد تکریم ہیں۔آپ اسی جوہر معظم کی وجہ سے معزز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی آفتاب اور انہی ستاروں کی وجہ سے محتشم ہیں۔ یہ سعادت کے سورج اور سعادت کے ستارے ہیں۔

٤٤) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ کے تمام اجداد شرف وقدر والے ہیں۔ ان کے زمانہ میں اتنی زیادہ عزت والا آدمی اور کوئی نہ تھا ان تمام کی یہ عزت و توقیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کی وجہ سے تھی۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گوہر آبدار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد صدف ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اجداد نحل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عین شہد ہیں۔

٤٥) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک آپ کے والد محترم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم وہ عظیم الشان ہستی ہیں جو مکرم، صاحب شرف اور شریف لوگوں سے بھی بہترین تھے۔ اگر ان کو ماہ تمام کہا جائے تو یہ ان کے لئے کامل تشبیہ ہو گی۔ نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتاب انہیں عطا فرمایا گیا ان کے پاس بھی اس نور کے رہنے کی ایک مدت تھی۔

٤٦) جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ (حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ) ہر لحاظ سے کامل اور مہذب ہیں قریش میں حسب اور نسب کے لحاظ سے سب سے بلند تر ہیں حسن وجمال کے لحاظ سے تمام لوگوں سے فائق ہیں اور نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیشانی میں ضوفشاں ہے تو تمام لوگوں نے آپ ہی کی طرف رغبت کی اور آپ ہی کا مطالبہ کیا۔

٤٧) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ کے والد محترم نے آپ کی شادی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کر دی جو تمام عورتوں سے پاکیزہ تھیں اور حسن وجمال میں یکتا تھیں وہ وہب کی آنکھ کی ٹھنڈک تھیں عبد مناف ابن زہرہ ان کا دادا تھا۔ کلاب جو کہ دادا کا دادا تھا ان کا نسب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مل جاتا تھا۔

٤٨) وہ بزرگ اور پردہ نشین خاتون کتنی معزز ہے وہ بہادر اور بطل قوی کتنا محترم اور مکرم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم بھی لاثانی اور آپ کی والدہ ماجدہ بھی بے عدیل ہیں۔ انہوں نے ہر قسم کی سرداری اور سیادت کو اپنے اندر جمع کر لیا ہے اس ذات کی بھلائی کی وجہ سے جو پنگھوڑے میں ہی کائنات کے سردار بن گئی۔

٤٩) دونوں عمدہ خصائل کے جمال سے حسین تھے اور کواکب آسمانی کی رونق سے وہ دونوں ظاہر ہوئے اور انہوں نے پیارے لوگوں کی صحبت

اختیار کی اور دونوں شعب ابی طالب میں آکر مل گئے یہ سعادت سے لبریز جوڑا کتنا ہی سعادت مند تھا۔

٥٠) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا محمد الامین صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل سے حاملہ ہوئیں وہ محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم جو پوشیدہ گوہر یک دانہ تھے۔ قیمت اور حسن وجمال میں تمام موتیوں سے بالاتر تھے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بھی اسی موتی کی محبت میں مبتلا تھیں انہوں نے اس گوہر تابدار کی ہر تباہ کن چیز سے حفاظت کی۔

٥١) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل سے حاملہ ہوئیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو پوری کائنات کا فخر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات سے بہترین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے احکام سننے والے ہیں اور پھر انہیں بندوں تک پہنچانے والے بھی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے سے مسک اذفر کی خوشبوئیں آتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کی خوشبو عنبر کی خوشبو سے بھی بہترین ہے اس سے ہر گلاب اور اس کی خوشبو شرمندہ ہے۔

٥٢) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا اس ذات کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو اللہ کے تمام مخلوق سے بہترین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حبیب، خلیل اور اس کے محب ہیں بہترین مراتب کو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص کیا اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء سے فضیلت میں بھی امتیاز بخشا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسان سے بہترین ہیں۔

٥٣) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا اس ذات کریمانہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو کامل بھی ہیں مکمل بھی ہیں تمام انبیاء کرام علیھم السلام سے بہترین بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے خورشید جہاں تاب ہیں ہر افضل سے افضل ہیں تمام انبیاء کرام اور مرسلین علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج میں سے ہیں اللہ کی قسم وہ فوج سب سے بہترین ہے۔

٥٤) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا اس ہستی والا صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل سے حاملہ ہوئیں۔ جس کو تمام انبیاء علیہم السلام اپنے مولی کے دربار میں وسیلہ بنا کر دعائیں مانگتے تھے اور وہ اپنی مراد کو پہنچ جاتے تھے۔ اللہ تعالی نے تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں آپ کی مدد کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کریں۔ اس عہد کی شرائط سے کوئی نبی یا رسول علیہ السلام بری نہ تھے۔

٥٥) اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً ان کے بھی رئیس ہوتے۔ انہوں نے ابواق (ایک آلہ) اور ناقوس کو توڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو مکمل پاک کیا بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر انبیاء کے بھی نبی ہیں۔

٥٦) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل سے حاملہ ہوئیں جن کی نبوت کی بہت سی علامات تھیں اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات زیادہ ہیں تمام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جملہ انبیاء سے افضل ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر گزرے ہوئے اور آنے والے انسان سے افضل ہیں تمام مخلوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمد کے جھنڈے کے نیچے ہو گی۔

٥٧) آپ رضی اللہ تعالی عنہا اس ذات والاصفات کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو بارگاہ ربوبیت میں شفاعت کرنے والے ہیں اور آپ کی شفاعت درجہ قبولیت حاصل کرنے والی ہے قیامت کے دن جب تمام

لوگ ایک عظیم خطرے سے دوچار ہوں گے جب آنسوؤں کے سمندر لوگوں کو غرق کر رہے ہوں گے تمام لوگ دیگر انبیاء ورسل سے شفاعت کا مطالبہ کریں گے لیکن وہ شفاعت نہ کر سکیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق سے فرمائیں گے کہ تمہاری پسندیدہ چیز میرے ہی پاس ہے شفاعت کے لئے میں ہی ہوں۔

۵۸) تمام ساجدین سے بہترین عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو جائیں گے اللہ تعالی کی بہترین حمد وثنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قریبی اور دوری کے لئے شفاعت فرمائیں گے یہ بلند شان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی ہو گی جو صاحب کرم اور معزز و محترم ہیں۔ اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائے گا اے میرے بندے! میں تیری شفاعت قبول کرتا ہوں۔

۵۹) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا اس ذات کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو سید، مسعود، حامد، محمد اور محمود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ اس کی حمد وثناء کرنے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی قید کے تمام مخلوق سے بہترین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد ہمایوں کے اور ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں۔

اِنَّ اللهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ-يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

۶۰) نبی مکرم، مصطفی، بشیر صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام کائنات کی زیب وزینت اور ہر زمانے کا شرف ہیں جو اپنے دین متین کی طرف ساری دنیا کو دعوت دینے والے ہیں آپ ایسی شریعت کے حامل ہیں جو ہمیشہ لوگوں کو نور ہدایت سے منور کرتی رہے گی جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں تو پھر ان کیلئے کیسی کیفیات کا ظہور ہو ذرا سنو۔

۶۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل مبارک میں اللہ تعالی نے اپنے فضل سے آپ کی والدہ ماجدہ کے لئے بہت سے عجائب کا اظہار کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم شرف پر دلالت کرتے ہیں جو اس بات پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسل سے بہترین ہیں اور معد کے قبیلہ کے برگزیدہ افراد سے بھی برگزیدہ ہیں۔

۶۲) جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے اس دن ایک آواز آئی۔ اس آواز کو زمین وآسمان نے سنا وہ آواز یہ تھی کہ نور مصطفیٰ صلی للہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں قرار پذیر ہو گیا ہے۔ آپ کا بطن مبارک ہی اس نور مبارک کا قرار گاہ ہے۔ دوشیزاؤں کی طرف سے حضرت آمنہ کو مبارک ہو مبارک ہو۔

۶۳) اللہ تعالی نے حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم مادر میں بھی لطف فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ان تاریکیوں کے درمیان تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے تھوڑے سے درد کی بھی شکایت نہ کی حاملہ خواتین جن اشیاء کے کھانے کی طرف میلان رکھتی ہے نہ ہی ان کی کوئی آرزو کی۔

۶۴) جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا حاملہ ہوئیں تو انہوں نے حمل مبارک کے بوجھ کو بالکل محسوس نہ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے حاملہ ہونے کے صرف یہ نشانی تھی کہ آپ کا حیض آنا بند ہو گیا آپ کو حمل مبارک کا شک ہوا آپ نے پھر بغیر کسی محنت کے یہ یقین کر لیا کہ میں حاملہ ہوں۔

۶۵) ایک دن آنے والا آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس بہترین نعمت کے ساتھ آیا اور اللہ تعالی کی طرف سے اس عظیم ذات کے حمل کی

بشارت دی جو تمام امتوں میں سے بہترین امت کے نبی ہیں تمام عرب و عجم کے سردار اور اس ہدایت یافتہ امت کے رسول ہیں۔

٦٦) اس کے بعد ایک اور آنے والا آیا اس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا جاگنے اور سونے کے درمیان تھیں آپ نے محسوس کیا اور ایک عقلمند نے بتایا کہ بلاشبہ تو سید الانام، خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہے۔ تیرے لئے بشارتیں ہیں۔

٦٧) پھر آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس وہ آیا جو سب سے نیکو کار تھا اور اس نے کہا کہ جب آپ کا وہ صاحب شرف بچہ پیدا ہو تو یہ کہنا: "میں اسے ہر حاسد اور رات کو آنے والے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں" اس کا نام نامی "محمد" رکھنا یہ حمد وستائش کے ساتھ کامیاب ہو جائے گا۔

٦٨) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل سے پہلے قریش تلخ اور تنگ زندگی میں تھے۔ اگر وہ کاشت کرتے تو ان کی زمین ثمر آور نہ ہوتی اگر وہ تجارت کرتے تو انہیں نفع حاصل نہ ہوتا اور رحمت و عطا سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔

٦٩) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل مبارک کے صدقے ان پر باران رحمت ہوئی تمام کھیتیاں اور درخت سرسبز و شاداب ہو گئے۔ غلہ اور پھل کثرت سے پیدا ہوئے۔ تاجران کے پاس تجارت کے لئے آئے ان کے صاع اور مد (پیمانوں کے نام) کی قیمتیں کم ہو گئیں۔

٧٠) قریش نے اس سال کا نام "عام الابتھاج والفرح (خوشی ومسرت کا سال) رکھا۔ وہ بہت زیادہ خوش ہوے۔ ان کا غم ان سے دور ہو گیا" اللہ تعالی نے جو انہیں برکات عطا کیں۔ وہ اسی حمل کی برکت سے عطا کیں۔ اسی کی برکت سے کائنات کو وسعتیں ملیں ان کی نحوست کی بدبختی سعادت میں تبدیل ہو گئی۔

٧١) اس وقت ہر پتھر منہ کے بل گر پڑا ہر بادشاہ کا تخت الٹا ہو گیا، اس سے اللہ رب العزت خوش ہو گیا کفر کا شیخ "ابلیس" غمگیں ہو گیا اور اس سے مراد "الشیخ اللعین النجدی" ہے۔

٧٢) چوپائے اس رات اللہ کے فضل سے گفتگو کرنے لگے انہوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی وہ ہماری دنیا کے امام ہیں وہ بے مثال ہیں وہ تمام دنیا والوں اور اپنے گھر والوں کے آفتاب ہیں اللہ تعالی جو معید اور مبدی ہے نے انہیں قوت گویائی عطا فرمائی۔

٧٣) مشرق کے جانور جو اس عظیم نعمت سے آگاہ تھے انہوں نے مغرب کے جانوروں کو بشارت دی۔ اسی طرح صحراؤں میں جانوروں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دیں سمندروں میں مچھلیوں نے ایک دوسرے کو خوش خبریاں سنائیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرد کے لئے رحمت ہیں۔

٧٤) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت کی وجہ سے ایک صدا زمین پر سنی گئی اور اسی طرح کی ایک آواز آسمان پر سنی گئی وہ ندا یہ تھی کہ خوش ہو جاؤ فرحت و سرور کا وقت قریب آگیا ہے ابھی وہ کریم قاسم اور عطا کرنے والے تشریف لانے والے ہے۔ ہر نیک کام کرنے والے کے لئے مبارک ہو۔

٧٥) میرے پروردگار نے خواتین پر اور زیادہ کرم فرمایا کہ اس سال تمام عورتوں کے ہاں صرف بیٹے ہی پیدا ہوئے۔ یہ اس ذات کی عزت کے لئے تھا جو ہر ہدایت یافتہ کے لئے بشیر اور ہر سرکش کے لئے نذیر بن کر آئی یہ سال بہت زیادہ خوشی اور شادمانی کا سال تھا۔

٧٦) جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل قرار پذیر ہوا اس رات کوئی گھر ایسا نہ تھا جو انوار وتجلیات سے جگمگا نہ اٹھا ہو اور اس پر انوار کی بہتات نہ ہوئی ہو اور اسی طرح سورج کی آب وتاب میں بھی اضافہ ہو گیا۔ اس وقت آشوب چشم نے آنکھوں میں کوئی اثر نہ کیا۔

٧٧) علماء فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل مبارک جو تمام عرب کے لئے سراپا فخر تھا رجب کے مہینہ میں جمعہ کے دن قرار پذیر ہوا اللہ رب العزت نے رضوان جنت سے کہا اے رضوان جنت! جلدی کرو، میری آواز پر لبیک کہو اٹھو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جنت الفردوس کے دروازے کھول دو کیونکہ میرے پیارے بندے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک قرار پذیر ہو گیا ہے۔

٧٨) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل مبارک کا تمام زمانہ فضیلت والا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل کی مدت پوری نوماہ تھی کتنا ہی عمدہ اور مبارک حمل تھا اور کتنی ذیشان وہ حاملہ خاتون تھی۔ اس خاتون محترم نے دوران حمل کوئی ایسی تکلیف، دکھ یا درد محسوس نہ کیا جو دکھ یا درد دیگر حاملہ خواتین دوران حمل محسوس کرتی ہیں۔

٧٩) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل مبارک کے دوران سب سے بڑی یہ نشانی رونما ہوئی کہ ہاتھی نے اپنے مالک کی نافرمانی کی۔ ابرہہ، اس کا لشکر اور اس کا تمام ساز وسامان تباہ ہو گیا۔ ان کو قتل کرنے کے لئے ابابیل آئے۔ ان پرندوں نے ان کو قتل کر دیا انہیں ہلاکت وتباہی کے گڑھے میں پھینک دیا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ-یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

٨٠) میلاد کی رات کی عمدہ تعریف کرو ہمارے نزدیک لیلۃ القدر بھی اس رات کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اس رات دنیا پرنور ہوگئی وہ شاداں وفرحاں ہوگئی۔ اس رات کو نہ سردی تھی نہ گرمی بلکہ موسم معتدل رہا اور اس رات کسی کو کوئی بھی تکلیف نہ ہوئی۔

٨١) اس رات کو ہم لیلۃ القدر سے بھی بہتر خیال کرتے ہیں اس رات نے ہمارے لئے محبت اور خوشیاں جمع کر دیں اس رات ہم پر نعمتوں اور احسانات نے وسعت اختیار کی اس رات ہمارا ہر ارادہ اور ہر قصد پایۂ تکمیل کو پہنچا اور ہمیں تمام مقاصد حاصل ہوئے۔

٨٢) اللہ تعالی نے اس رات ایمان کو تابندگی بخشی اس رات خلیج فارس کا پانی خشک ہو گیا اور آتشکدہ ایران کی آگ بجھ گئی۔ ایوان کسری میں شق ہو گیا موبذان نے خواب میں دیکھا کہ ان کا ملک ان سے چھین لیا گیا ہے۔

٨٣) جنات سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے۔ اب انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا اب جو سنے گا اس کو شہاب ثاقب کا سامنا کرنا پڑے گا وہ شہاب تیر کی طرح سیدھا اس کی طرف آئے گا۔ اس کے لئے اس میں جل جانے کی سزا ہو گی۔

٨٤) غیب سے کتنی ہی خبریں آئیں کاہنوں اور علمائے یہود نے ان کی تصدیق کی ہر ایک یہی صدا لگاتا تھا مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آگیا۔ توحید اور انوار کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے۔

٨٥) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آگیا۔ پورا عالم انوار سے جگمگا اٹھا افق سے ستارے نازل ہوئے۔ وہ چراغ کی طرح تھے جنہیں زیب وزینت کے لئے ستونوں سے معلق کیا گیا تھا۔ وہ ستارے نظروں کے بالکل قریب تر معلوم ہوتے تھے۔

٨٦) اللہ تعالی کے حکم سے ملائکہ نے جنت کے دروازوں کو کھول دیا انہوں نے جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا تمام حور وولدان اور ملائکہ نے مسرت کا اظہار کیا کیونکہ ان کی اصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہی ہے۔

٨٧) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر سن کر ان کی خوشی و مسرت تمام اطراف میں پھیل گئی انہوں نے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اسی مسرت و شادمانی میں سورج کو عمدہ لباس اور خوبصورت حلہ زیب تن کرایا گیا۔

٨٨) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا وہ سعادت مند خاتون ہیں جن کی ہر معاملہ میں راہ نمائی کی گئی آپ فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آیا تو میں نے اپنے گھر میں تنہا تھی میں اپنے ہر غم خوار سے دور تھی۔

٨٩) میرے کسی پڑوسی اور کسی رشتہ دار کو میرے بارے میں علم نہ تھا تاکہ وہ میرے قریب ہوتا حضرت عبدالمطلب طواف کعبہ میں مصروف تھے۔ میرا دل مرعوب ہو گیا لیکن میری حفاظت کی گئی اور مجھے راہنمائی مسلسل ملتی رہی۔

٩٠) اسی کیفیت میں میں اپنے گھر میں تھی۔ میں نے ایک زوردار چیخ سنی۔ ایسا امر دیکھا جو حواس کو مخبوط کرنے والا تھا پھر مجھے یہ محسوس ہوا کہ ایک پرندے نے نرم و نازک پروں سے میرے دل کو چھوا ہے جس سے میرا تمام ڈر، خوف اور درد ختم ہو گیا۔

٩١) پھر میں نے ایک معروف شربت دیکھا اس کا رنگ سفید تھا اس میں دودھ اور شہد تھا وہ عظیم الشان شربت آسمان سے لایا گیا تھا۔ جب شربت مجھے پلایا گیا تو وحشت ورعب میں مجھے سکون اور چین نصیب ہوا۔ دودھ اور شہد کا شربت کتنا بہترین تھا۔

٩٢) پھر میں نے اپنی طرف چند خواتین کو آتے ہوئے دیکھا وہ قد و قامت میں بلند کھجوروں کی طرح تھیں وہ عبد مناف کے قبیلے کی خواتین کی طرح لگتی تھی۔ وہ عبد مناف جو بلند پایہ بیٹوں کے والد تھے اور ہر باپ اور ہر بچے سے زیادہ معزز تھے۔

٩٣) ان خواتین نے مجھے گھیر لیا۔ مجھے ان سے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے انہیں کہا کہ تم اتنی سرعت کے ساتھ کہاں سے میرے پاس آئی ہو۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ ہم پر تعجب کا اظہار نہ کریں یہ حضرت آسیہ ہیں یہ حضرت مریم ہیں اور یہ حوران بہشت ہیں رضی اللہ عنہم۔

٩٤) زمین و آسمان کے درمیان ریشم کی حسین چادر کو تن دیا گیا۔ ایک کہنے والے نے یہ اعلان کیا کہ انہیں ہر دیکھنے والے کی آنکھ سے پنہا کر لو۔ میں نے اس آواز کو سنا اور میں نے اس کو بھلایا نہیں۔

٩٥) میں نے فضا میں کچھ آدمیوں کو دیکھا۔ وہ ہوا میں کھڑے تھے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی میں نے ان کے ہاتھوں میں چمکتے ہوئے حسین و جمیل آفتاب دیکھے۔ وہ چاندی کے تھے اور انہیں بڑے عمدہ انداز سے بنایا گیا تھا۔

٩٦) میں نے پرندوں کے ایک غول کو دیکھا جنہوں نے کمرے اور تمام مکان کو ڈھانپ لیا ان کی چونچیں حسین و جمیل زمرد کی بنائی گئی تھیں انکے پر یاقوت کے تھے وہ پرندے حسن و جمال میں حد بیان سے ماوراء تھے۔

۹۷) اللہ تعالی نے میری نگاہوں سے حجابات زائل کر دیئے میں نے اپنی آنکھوں سے عجیب اشیاء کو ملاحظہ کیا میں نے مشرق و مغرب کو دیکھا میں نے کسی ایسی چیز کو نہ دیکھا جو تکلیف دہ اور تھکا دینے والی ہو میرا قرب زیادہ ہوا میری دوریاں ختم ہو گئیں۔

۹۸) میں نے تین جھنڈوں کو دیکھا۔ دو جھنڈے مشرق اور مغرب میں لگائے گئے تھے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی لوگوں کو خوشخبری دی گئی تھی۔ایک جھنڈا کعبہ شریف کے چھت پر لگایا گیا تھا۔وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور عزت و وقار کی علامت تھا۔

۹۹) میں اسی طرح رشد و ہدایت پر ہی تھی مجھے دردِ زہ ہوا اور ایک نور ظاہر ہوا۔ یہ درد بڑا ہلکا پھلکا تھا حتیٰ کہ میں نے اپنے بیٹے حضرت محمد مصطفی صل اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا۔ وہ بچہ جو تمام بچوں سے زیادہ سعادت مند ہے اور سعادت اسی پر آکر مکمل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّؕ-يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

۱۰۰) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کے ہاں پیدا ہوئے تو آپ روشن جبیں تھے۔ پاک معطر اور معنبر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر کوئی میل اور گندگی نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر لحاظ سے مکمل تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ختنہ بھی کیا گیا تھا اور آپ کی ناف بھی کاٹی ہوئی تھی۔

۱۰۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے اس وقت ایک نور دیکھا وہ نور آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے شکم مبارک سے نکلا اور پوری کائنات میں ضوفشاں ہو گیا حتیٰ کہ کہ مشرق و مغرب روشن ہو گیا انہوں نے دور سے اپنے سر کی آنکھوں سے شام کی محلات اور اس کے نیلوں کو دیکھا۔

۱۰۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امی جان فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے۔ خشوع و خضوع اور آہ و زاری کر رہے تھے پھر آسمان سے میری طرف ایک بادل آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں لپیٹ دیا گیا۔ کہنے والے نے کہا "تمام مخلوق سے بہترین ذات کو ساری دنیا کے ارد گرد گھماؤ۔"

۱۰۳) انہیں پوری دنیا کی سیر کراؤ تاکہ مشرق و مغرب اور سمندروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا علم ہو جائے اور انہیں یہ بھی علم ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسماء صفات اور شکل کے لحاظ سے تمام کائنات کے سردار اور مختار ہیں اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام شرک اور باغیوں کو مٹا دے گا۔

۱۰۴) وہ بادل جلدی ہی چھٹ گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہور پذیر ہوئے اور اسی طرح واپس تشریف لائے جس طرح آپ تشریف لے گئے تھے آپ کے ساتھ دیگر افراد بھی موجود تھے۔جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ زمین پر لگا رکھے تھے پھر اپنے ہاتھوں کو مٹی سے بھر لیا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اشارہ فرما رہے تھے کہ آج کے بعد یہ زمین میری ملکیت میں ہے۔

۱۰۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا پھر تمام عالم کی طرف نگاہ اٹھائی کیونکہ سارے عالم کی تخلیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مبارک سے ہی ہوئی تھی آپ اصل الاصول اور اب الآباء ہیں تمام کائنات کی حیثیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی طرح ہے۔

۱۰۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر شریف کو اس جہاں رنگ وبو میں تشریف لائے۔ ربیع الاول ماہ مبارک تھا۔ فجر سے تھوڑا سا پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین اطہر سے پورا عالم منور ہو گیا۔ شمس و قمر شرمندہ ہو گئے۔ حسن و جمال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فوقیت حاصل کر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پنگھوڑے میں ماہ تمام سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

۱۰۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالی عنہا نے دودھ پلایا جو کئی سفید اٹنیوں کی مالک بن گئیں۔ اس وقت ان کے پاس بہت کم رزق تھا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے خوش حال ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہا بہت زیادہ سعادت مند تھیں کیوں کہ آپ کی آغوش میں دنیا کی سب سے بڑی سعادت آگئی تھی۔

۱۰۸)اے بارالہ! تجھے واسطہ اس جاہ و منصب کا جو تیرے نزدیک تیرے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ہم تیری بارگاہ بے کس پناہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ جلیلہ پیش کرتے ہیں۔ اے مولا! ہم تیری ہی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم تجھ سے بھلائی کا مطالبہ کرتے ہیں پس ہمیں ہر قسم کی رشد و ہدایت عطا فرما۔

۱۰۹) اے مولی کریم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمارے دعاوں کو شرف قبولیت عطا فرما اور ہمارے سوالوں کو پورا فرما۔

اے بارالہ! ہمارے قول و فعل کو قبول فرما۔ ہمارے نفوس اور اہل و عیال کی اصلاح فرما اور ہر تباہ کن چیز سے ان کی حفاظت فرما۔

۱۱۰) اے مولائے کائنات! ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ اے رب جہاں! ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما۔ اے مولا! ہمارے لئے ہماری پسندیدہ اشیاء کو آسان فرما اور نازیبا چیزوں کو ہمارے لئے مشکل بنا دے اور ہر بری چیز کو ہم سے بہت زیادہ دور فرما۔

۱۱۱) اے پروردگار! ہمارے والدین کو معاف فرما۔ ہمارے مشائخ، بھائی اور اولاد کو معاف فرما۔ ان کے دین اور دنیا کی اصلاح فرما۔ انہیں اعلی علیین میں جگہ عطا فرما اور ہمیں بھی ان کی معیت میں جنت الخلد میں جگہ عطا فرما۔

۱۱۲) اے رب غفور! ہمارے سلطان کی حفاظت فرما ہمارے لئے اور اس کے لئے احسان کو دوگنا فرما۔ ہمارے دشمنوں پر ہماری اعانت فرما اے مولا! ہمارے دین اور دنیا کی اسی بادشاہ کی وجہ سے حفاظت فرما۔ اس کی لشکر اور اس کے کارکنان مملکت کی حفاظت فرما۔

۱۱۳) اے ہمارے مولا! اس کے لئے اس کے اعمال کی اصلاح فرما۔ اس کی رعایا کی اصلاح فرما اس کے حالات کو تندرست فرما۔ اس کے اعمال کو اپنی رضا کے تابع بنا۔ ہمارے لئے اس کے افعال اور اقوال کو قابل ستائش بنا جو ہم کو مجبور کریں کہ ہم اس کو ہمیشہ اچھی تعریف کے ساتھ یاد کریں۔

۱۱۴) اے مولائے کائنات! نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرما۔ ہر زمان اور ہر مکان میں اس پر ترس فرما۔ اغیار کے تسلط سے ان کی حفاظت فرما تمام شہروں، قصبوں اور ہر نشیب و فراز کی حفاظت فرما۔

۱۱۵) ایک بارالہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہماری دعاوں کو قبول فرما اور تمام خطرات سے امن عطا فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل ہمارے حالات کو اچھا فرما۔ ہماری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما۔ ہمیں حسد اور کینہ سے نجات عطا فرما۔

۱۱۶) اے مولائے کائنات! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ازل تا ابد ان گنت درود شریف بھیج۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پر بے شمار سلام بھیج۔ آپ کے اصحاب جو ہدایت کے کواکب نورانی ہیں ان پر بھی بے حساب سلام ور حمتیں نازل فرما۔

۱۱۷) اے بار الہ! خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر راضی ہو جا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور صدیق اعظم ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا مال اور اپنی لخت جگر رضی اللہ تعالی عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی پھر روم اور عجم کی زمین پر جہاد کیا اور ہر باغی اور مرتد کو واصل جہنم کیا۔

۱۱۸) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد دنیا سے افضل ہیں سے بھی راضی ہو جا جنہوں نے کسری کو ہلاک کیا قیصر کو تباہ کیا جو میدان جنگ کے شیر تھے۔ کچھار کے شیروں کے سردار تھے۔ اس سے میری مراد وہ ابو حفص ہیں جو حضرت زید کے بھائی ہیں رضی اللہ تعالی عنہم۔

۱۱۹) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ پر بھی راضی ہو جا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کریم اور افضل داماد ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کے خاوند مکرم ہیں۔ جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لشکر جرار میں اونٹ اور نقد مال دے کر مدد کی۔

۱۲۰) حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ سے بھی راضی ہو جا جو کائنات کے امام اور شیر خدا ہیں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے خاوند محترم ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے ہیں۔ باب خیبر پر حملہ کرنے والے ہیں پھر پورے لشکر کو مغلوب کر کے اس کو فتح کرنے والے ہیں آپ ہی نے مرحب اور عبد ود کو قتل کیا تھا۔

۱۲۱) اللہ تعالی تمام عشرہ مبشرہ سے راضی ہو جا۔ تمام بدری صحابہ پر اور ان صحابہ پر جنہوں نے درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی ان تمام سے راضی ہو جا۔ جس شخص نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اس پر راضی ہو جا۔ وہ ایک ایسی قوم تھی جو سراپا عدل اور پاکباز تھی۔ انہیں کے طفیل ہمارا خاتمہ بھی ہدایت پر فرما۔

۱۲۲) الحمد للہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کا قصیدہ شریف مکمل ہوا یہ ۱۳۱۲ھ میں رقم کیا گیا۔ یہ قصیدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر اقدس "مدینہ طیبہ" میں ہی مکمل ہوا۔

(حجت اللہ علی العالمین، جلد ۱، صفحہ ۳۸۷)

☆☆☆☆☆☆

اس کی جان نثاری دین

از:- خلیفۂ اعلی حضرت مفتی محمود جان رضی المولی عنہ

واقعات اس سے زمانے میں بکثرت مشہور
ان میں سے ایک کو کرتا ہوں بیان و مذکور

جب کہ باضابطہ یہ انجمنِ ندوہ بنی
پھر ہر اک رکن کے اور صدر کے دل میں یہ ٹھنی

اس سے ہو جائے گی معلوم بحسن و خوبی
جاں نثاری سننِ رفعتِ علمی اسکی

کہ کیا جائے بڑے شہروں میں جلسہ ہر سال
لکچر ایسے ہوں بیاں جن سے کہ حاصل ہو مال

انڈیا بھر کے جو مشہور تھے عالم فاضل
اہل زر اور مشائخ ہوئے ان میں شامل

نثر میں نظم میں ایسا نہ ہو مضمون بیاں
جس سے توہین کسی فرقے کی ہوتی ہو عیاں

سب کی آپس میں ہوئی ایک جماعت قائم
ایسے سامان کئے جس سے رہے وہ دائم

کلمہ گو جتنے ہیں آپس میں ہیں دینی بھائی
مان لو اس کو بجا دور کرو خود رائی

نہ رہے باد مخالف کی کچھ اسکو دہشت
نہ اٹھائے یہ جماعت کبھی رنجِ فرقت

رافضی کیسے وہابی و خوارج کیسے
تفرقہ کیسا یہ آپس میں مدارج کیسے

نام ندوہ سے جماعت ہوئی سب میں مشہور
کوئی رکن اسکا کوئی صدر کوئی صدرِ صدور

میرزائی ہو کوئی یا کہ تبرائی ہو
پیر نیچر کا کوئی چیلا ہو یا بھائی ہو

ایک ہو جائیں بہم جیسے کہ شیر و شکر
توتو میں میں نہیں اچھی ہے کریں اس سے حذر

جس قدر کافر و بد دین یہاں ذکر کیے
رکن ندوہ ہوئے ان سب میں کہ اونچے اونچے

انڈیا بھر کے بڑے شہر میں جلسے ہر سال
منعقد ہوتے رہے از پئے تحصیلِ مال

آڑ میں ٹٹی کے کھیلا ہے بہت روز شکار
مال و زر قوم سے تحصیل کیا لیل و نہار

قوم نے اپنا کیا دونوں جہاں کا نقصاں
پیٹ ندوہ کا بھرا ہے یہ حماقت کا نشاں

کان پُر میں جو ہوا جلسۂ اول کا ظہور
نامۂ صدرِ بریلی گیا فاضل کے حضور

اس میں لکھا تھا کہ اے فاضلِ عالی رتبہ
منعقد ہو گا فلاں روز یہاں اک جلسہ

عالموں کی طرف اس جلسے کی نسبت ہے حضور
آیئے آپکے آنے سے ہو گا ہمیں سرور

الغرض لے گئے تشریف وہ اعلی حضرت
تین دن تک رہی اس جلسے میں انکی شرکت

چند کام اسکے شناعت سے بھرے آئے نظر
مذہب حق کے لئے تھے جو مثالِ نشتر

دیکھ کر ایسی شناعت کو ہوا رنج و قلق
بانیوں سے کیا اس بارے میں اظہار حق

گفتگو انکی یہ بھری مکروں سے پا کر یہ کہا
ہم تو جاتے ہیں کبھی اس میں نہ لائے مولی

بس اسی وقت سے رقت ہوئی اس پر طاری
ہل گیا دل اور ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری

حالتِ گریہ میں یہ عرض کی اے رب جہاں
خالق عرش بریں ہادیٔ جن وانساں

دینِ حق سنتِ اطہر پہ ہیں حملہ آور
اہل طغیان وفتن کر کے کمیٹی مل کر

ہے نگہبان تو ہی اور تجھی سے فریاد
مذہب پاک کی تو کرنا ہمیشہ امداد

اے نبی وقت مدد ہے کہ یہ سب بد کردار
چاہتے ہیں کہ مٹادیں تیری سنت کی بہار

الغیاث المدد اے خسروِ والا تمکین
اہل باطل کے تو حملوں سے بچا قصرِ دین

میری خواہش ہے کہ ان سب کا لکھوں ردِ شدید
جس سے ہو ملتِ حقہ کی سراسر تائید

سنی بھائی مرے گمراہ نہ ہونے پائیں
گوہر ایمان کا دھوکے میں نہ کھونے پائیں

جو کہ کھو بیٹھا ہے مل جائے اسے وہ گوہر
جو گرا چاہِ ضلالت میں وہ نکلے باہر

ہوں میں ناکارہ مگر سچا ہوں بندہ تیرا
تیری امداد اگر پکڑے گی بازو میرا

مجھ سے ہو جائیگی اس وقت یہ دینی خدمت
باعثِ مغفرت ہو گی یہ یقینی خدمت

بعدۂ ندوۂ مخذول کے دیکھے مضمون
مکر و گمراہی سے پائے وہ سراسر مشحون

پھر اسی وقت وہ جنبش میں قلم کو لایا
رد کیا اس کا جو رد کرنے کے قابل پایا

پوری تحقیق سے لکھا وہ ہدیٰ کا دفتر
ہو کہ مطبوع وہ شائع ہوا ردِ انور

دفترِ ندوۂ گمراہ میں بھیجا پہلے
پھر اراکین کی جانب وہ گیا بے کھٹکے

زلزلہ دفترِ ندوہ میں اسی دم آیا
رعبِ حق صدر و اراکین کے دلوں پر چھایا

پھر اشاعت میں عموماً ہوئی سعیِ کامل
مگر ندوہ سے خبر دار ہوا ہر غافل

سنتے ہی رد کو ہوئے سینکڑوں جاہل عالم
مرضِ جہل سے فی الفور صحیح و سالم

نیر رشید و ہدایت کی ہوئی تابانی
ظلمت جہل و ضلالت کی گئی طغیانی

جلسے کرتے رہے ہر سال وہ اہل بدعت
لشکر رد بھی تعاقب میں رہا بے دہشت

اشتہارات کی تعداد کروں کیا میں پیش
اس نے تصنیف رسائل کئے سو سے کم و بیش

ردِ ندوہ میں ہوا اتنے رسائل کا شمار
کل تصانیف بہت اس سے ہے زائد اے یار

ہیں رسالوں کے سوا اسکے بکثرت فتوے
جس کو ہو شوق بریلی میں وہ آ کر دیکھے

مجملاً صرف یہاں اتنا ہوا ہے اتنا معلوم
آگے تفصیلِ تصانیف کروں گا مرقوم

الغرض محو ہوا نام و نشانِ ندوہ
مل گئی خاک میں وہ شوکت و شانِ ندوہ

مختلف اہل ضلالت کے بڑوں کی تردید
کر سکے گا تو وہی جس پہ ہو غیبی تائید

جس کے ہمراہ رہے فضلِ خدائے اکبر
اس پہ غالب ہو بھلا ساری خدائی کیونکر

شہرۂ علم خدادادا امام دوران
دور و نزدیک ہوا بفضل منان

اہل ندوہ کے کیے چند فراہم اقوال
ان پہ تحریر کیے حکم بہ تحقیق کمال

بدعتی ٹھہرا کوئی کافر و گمراہ کوئی
مذہب حق کا مخالف کوئی بدخواہ کوئی

پائی تکمیل تو مبسوط رسالہ ٹھہرا

ایک اردو میں لکھا دوسرا تازی میں لکھا

ہند کے اہل بعد جتنے تھے سب کو بھیجا

اہل روم و عرب و شام و حلب کو بھیجا

کی بہت شوق سے تصدیق ہر اک فاضل نے

خوب تعریف رسالہ لکھی ہر کامل نے

مدحت و وصف مؤلف میں وہ مضمون لکھے

اہل انشاء و فصاحت کے قلم توڑ دیے

داد توصیف دی ہر عالمِ ربانی نے

ہندی و تازی و شامی و بدخشانی نے

الغرض وصف میں اس فاضل حقانی کے

حق مدحت کو ادا کر دیا ہر مفتی نے

خاص کر اہل عرب نے وہ فضائل لکھے

جو کبھی آنکھوں نے دیکھے تھے نہ کانوں نے سنے

(ذکر رضا، صفحہ ۱۳)

☆☆☆☆☆☆

اموات زائرین کو جانتی پہچانتی ہے

از۔ مفسر اعظم ہند حضور ابراہیم رضا خان رضوی رضی المولیٰ عنہ

حضرت عائشہ سے مشکوۃ شریف میں روایت ہے، میں داخل ہوتی تھی اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون تھے۔ اور اپنی چادر اتار دیا کرتی تھی میں کہتی کہ یہ میرے شوہر ہیں۔ یہ میرے باپ ہیں۔ (ان سے کیا حجاب ہے،) پھر جب مدفون ہوئے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو قسم خدا کی نہیں داخل ہوتی ہیں۔ مگر اپنے کپڑے خوب اوڑھ کر۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔ حضرت شیخ نے اس کی شرح میں لکھا کہ اس حدیث میں کھلی ہوئی دلیل ہے۔ میت کی حیات پر اور اس کے علم پر اور جو کچھ کہ واجب ہے میت کا احترام اس کے زیارت کے وقت (بلکل ایسا ہی معاملہ جیسا اس کی حیات ظاہری میں کیا جاتا تھا) خصوصاً صالحین کو مدد بلیغ ہے، زیارت کنندگان کے لئے۔ حضرت ابو سعید سے حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبکہ رکھا جاتا ہے جنازہ اور اٹھاتے ہیں، اس کو لوگ اپنی گردنوں پر تو اگر صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو (حضرت شیخ نے لکھا کہ اسناد قول کی جنازہ کی طرف مجازی ہے اور قائل روح ہے) اور اگر بوتا ہے غیر صالح تو کہتا ہے اپنے گھر والوں سے ارے خرابی ہو کہاں لیے جا رہے ہو۔ سنتی ہے اس کی آواز کو ہر چیز، مگر انسان۔ اگر انسان سنے تو ہلاک ہو جائے۔ روایت کیا اس کو بُخاری نے روایت کیا ہے ابن سندہ نے ابو نصر نیشا پوری سے اور وہ صالح و پرہیز گار تھے، کھودی میں نے ایک قبر ناگاہ وہاں قبر تھی تو میں نے دیکھا اس میں جوان خوبرو، خوشبو، خوش جامہ اس کی گود میں قرآن شریف رکھا ہوا خط سبز سے لکھا ہوا۔ اس نے پوچھا کیا قیامت برپا ہو چکی، میں نے کہا کہ نہیں۔ تو کہا کہ قبر کو ایسے ہی بند کردو۔ اشعتہ اللمعات شرح مشکوۃ باب زیارت القبور کی عبارت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زیارت قبور مستحب ہے، بالاتفاق اور مدد چاہنا اہلِ قبور سے سوائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اس کا انکار کیا ہے، بعض فقہاء نے اور کہتے ہیں کہ نہیں ہے، زیارت مگر دعائے مولی تعالیٰ کے لیے اور استغفار کے لئے اور نفع پہنچانے کے لئے ان کو تلاوت قرآن سے اور دعا و استغفار سے اور بعض فقہانے اور مشائخ و صوفیا نے کہ (عارفان اسرار حقیقت ہیں) اس کو ثابت کیا ہے اور یہ بات محقق و مقدر ہے۔ اہل کشف و کمال کے نزدیک ان میں سے بہت سوں کو فیوض و فتوح ارواح سے پہنچا ہے۔ ان کو اصطلاح میں اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ قبر موسیٰ کاظم تریاق مجرب ہے۔ قبولیت دعا کے لئے اور حجتہ الاسلام امام غزالی نے کہا ہے کہ جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ حیات ظاہری میں اسی سے مدد چاہی جاتی ہے بعد اس کے انتقال کے اور مشائخ عظام میں سے ایک نے کہا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ اپنی قبور میں ایسے تصرفات کر رہے ہیں، جیسے اپنی حیات میں کیا کرتے تھے یا اس سے بھی زائد۔ شیخ معروف کرخی۔ شیخ عبد القادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دو اور اولیاء کرام میں سے اور یہاں مقصود حصر نہیں اور سیدی احمد بن مرزوق کہ اعاظم فقہاء و علماء و مشائخ دیار مغرب سے ہیں نے کہا ہے کہ مجھ سے شیخ ابن العباس حضرمی نے دریافت کیا کہ امداد حی قوی تر ہے یا امداد میت کہا لوگ کہتے ہیں امداد حی قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں امداد میت قوی تر ہے، تو شیخ نے کہا بے شک اس لیے کہ وہ حضور حق تعالیٰ میں ہے اور منقول اس بارے میں ان صاحبان سے اس قدر ہے کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا اور کتاب و سنت

و اقوالِ سلف میں کوئی چیز اس کے خلاف نہیں جو اس کا رد و انکار ہو تو اسکا رد و انکار بدعت مخترعہ محدثہ ہے) اور آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ روح باقی ہے اور اس کو احوال زائران کا شعور ہوتا ہے اور ارواح کاملان کو قرب حضرت حق سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حیاتِ ظاہری میں تھا، یا اس سے بھی زائد اور اولیائے کرام کو کرامات و تصرفات میں حاصل ہے اور یہ نہیں ہے، مگر ان کی ارواح کے لیے اور متصرف حقیقی نہیں ہے، مگر خدا عزوجل اور یہ سب کچھ اس کی قدرت سے ہے اور یہ جماعت فانی ہے۔ جلال حق میں اپنی حیات و ممات میں پس اگر کسی کو کچھ ملے ان کی وساطت سے بوجہ ان کی دوستی کے اور مرتبہ کے جو ان کو حضرت حق جل جلالہ میں ہے یہ کچھ دور نہیں نہ بعید از فہم ہے مگر (مگر آنانکہ فہم ندارند) جیسا کہ حالت حیات ظاہری میں تھا اور نہیں ہے حقیقۃً فعل و تصرف مگر حق تعالیٰ کا اور دونوں حالت میں یکساں ہیں اور تفریق پر کوئی دلیل نہیں (ختم ہوئی عبارتِ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بعض بے عقل اپنی طرف سے دونوں حالتوں میں فرق کرتے ہیں ایک کو جائز اور دوسری کو بدعت و شرک قرار دیتے ہیں، حالانکہ جو چیز غیر خدا کے لیے نہیں اس میں حی و میت و غائب و حاظر یکساں ہے۔)

کیمیائے سعادت میں ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ محال نہ جانو کہ ہمیں ان کی خبر ہو اور انہیں ہماری جیسا خواب میں دیکھتے ہو اور خواب میں اموات کو دیکھا جانا۔ اچھے اور برے حال سے یہ دلیل عظیم ہے۔ ان کی زندگی اخروی پر نعمت میں ہیں یا عذاب میں اور بالکل فنا و نیست نہیں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ یہ آیۂ کریما:

وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢاۚ بَلْ أَحْيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ

تفسیر عزیزی میں ہے۔ جاننا چاہیے کہ استعانت غیر اللہ سے اس طور پر کہ اس کو مستقل بالذات جانیں اور مظہر عون الٰہی نہ جانیں، سخت حرام ہے اور اگر التفات و توجہ صرف حق ہی کی طرف ہے اور اولیاء کو مظہر عون الٰہی اور نظر کارخانہ اسباب پر کریں یعنی سبب حصول عون جانیں (کہ یہ یکساں ہے، حی و میت میں) تو معرفت سے دور نہ ہوگا اور شرعاً بھی جائز و روا۔ انبیاء و اولیاء نے یہی استعانت بغیر کی ہے اور یہ استعانت بغیر نہیں، بلکہ استعانت باللہ ہی ہے۔

اسی میں ہے روح کا علاقہ بدن سے نظر و عنایت کے ساتھ باقی رہتا ہے اور توجہ روح کی زائرین و متانسین و مستفیدین سے بسہولت ہوتی ہے کہ بسبب مکان مقرر ہونے کے (یعنی قبر) جگہ روح کی متعین ہے اور اس عالم سے فاتحہ و صدقات و تلاوت قرآن جہاں اس کا مدفن ہے، بسہولت نفع بخش ہوتی ہے۔ اور بدن کا جلا دینا (جیسا کہ غیر مسلم کرتے ہیں) گویا روح کو بغیر مکان کے کر دینا ہے اور دفن کرنا روح کا مسکن بنانا ہے اس لیے اولیاء اللہ سے صلحاء مومنین سے انتفاع و استفادہ جاری ہے اور ان کو بھی (فاتحہ و ایصالِ ثواب) فائدہ متصور و معلوم (تفسیر عزیزی)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جب زائر قبر پر آتا ہے۔ اس کے نفس کو قبر سے ایک تعلق خاص حاصل ہوتا ہے جیسا صاحبِ قبر کو ہے، قبر سے۔ اس اشتراک کی وجہ سے دونوں نفوس کو ایک تعلق معنوی حاصل ہوتا ہے اور علاقہ مخصوص باہم، تو اگر نفس زائر قوی ہے۔ (ولی و صالح ہے) تو صاحب قبر کو نفع ہوتا ہے (فاتحہ و صدقات دعا و استغفار سے (اور اگر اس کا عکس ہوتا ہے، تو فائدہ ہوتا ہے زائر کو، تو یہ بات قابل غور ہے اور سمجھنے لائق ہے) اور شرح مقاصد میں ذکر کیا گیا۔ نفع حاصل ہوتا ہے زیارت قبور سے اور استعانت سے۔ نفوس

اخیار سے جو انتقال کر چکے ہیں۔ اس قبر کی وساطت سے جس سے دونوں نفوس کو تعلق ہے۔ علامہؒ۔ ایسا ہی ہے۔ کشف العظا میں اور زاداللبیب فی سرالحبیب میں۔

(زیارت قبور)

☆☆☆☆☆☆

سیف فقیہ الباسل (قسط آخر)

از- جانشین مظہر اعلیٰ حضرت قطب الوقت حضرت علامہ مفتی محمد مشاہد رضاخان علیہ الرحمہ

اس مضمون سے نام نہاد اتحادیوں اور علماء کونسل کا ردّ تام مالا کلام ہو گیا۔ اس مسئلۂ قطعیہ یقینیہ اجماعیہ میں اگر معارضہ یا مخالفت کی جائے اور اس کے استدلال میں عارف حق حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی تحریر یک خاکساران حق کو پیش کیا جائے تو اس کا اجمالا کلیۃ جواب یہ ہے کہ "افعال العرفاء الکاملین والمشائخ واقوالهم اذا كانت مخالفة للشرع والاجماع لايجوز ان يستدل بها بل يوول بالسكر والجذب والتحريف وغيره ذلك والا ليرتفع الامان عن الدين". اب اس کی مزید قدرے وضاحت کے لیے واقعہ تحریر کرتا ہوں کہ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ پیلی بھیت تشریف لائے اور کچھ کتابیں طلب فرمائیں اور فقیر حقیر کو بھی کٹک کے مناظرے کے لیے طلب فرمایا۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمہ کے مزار شریف کے احاطے میں اتر جانب جانب قیام پذیر تھے اور فقیر نے خاکساران حق تحریک پر گفتگو شروع کی اور باادب عرض کیا کہ حضور! آج ترک موالات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور جو حشمتی سب سے زیادہ سخت کہلاتے تھے، وہ بھی پلپلے ہو گئے۔ ان کے کتنے دیوبندیوں سے تعلقات ہو گئے تو پھر اس پنچ گپ معجون میں بلا کسی تفریق کے وہابی، دیوبندی، رافضی، قادیانی، وغیرہم بھی شریک ہوں گے، تو پھر سُنّی مسلمانوں کا کیا اُن کے ساتھ سلام و مصافحہ نہ ہو گا؟ ساتھ میں نماز نہ پڑھیں گے، ساتھ میں کھانا پینا نہ ہو گا، اٹھنا بیٹھنا نہ ہو گا، اور اس سے کتنا عظیم نقصان ہو گا۔ تو برجستہ فرمایا بے شک صحیح کہتے ہو۔ پھر فقیر نے صاف طور پر کہا حضور! معاف فرمائیں، حکومت سمجھتی ہے کہ ایک پاگل دیوانہ ہے چار، دس کو لیے گھومتا ہے۔ ہمارا کیا بگاڑے گا، لیکن حضرت! جب آپ کی یہ تحریک ترقی پذیر ہو گی اور تحریک زور پکڑے گی اور مقابلے کے قابل ہو جائے گی تو حکومت آپ ہی لوگوں میں سے کچھ لوگوں کو خرید کر تحریک کو فنا کے گھاٹ اتار دے گی۔ جب سنی مسلمان بک جاتے ہیں تو اس میں تو دیوبندی، وہابی، پہلے ہی سے بکے ہوئے ہیں۔ اس بات پر حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ جوش مسرت سے اچھل پڑے اور فرمایا بالکل ٹھیک کہتے ہو، مگر میں کیا کروں؟ مشرکین کے مظالم سے تنگ آکر مسلمان کمیونزم کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔ اب مشاہد میاں! تم اس کا متبادل بتاؤ۔ بس گفتگو یہیں پر ختم ہو گئی اور حضرت تشریف لے گے۔

اب اہل عقل و انصاف جواب دیں کہ جب حضرت کو بھی یہ اعتراف تھا کہ جب تحریک طاقت پکڑ لے گی اور حکومت کا مقابلہ کرے گی تو ہماری تحریک کے آدمیوں کو خرید کر تحریک کو فنا کے گھاٹ اتار دے گی۔ تو یہ فعل عبث ہونے کے علاوہ دین کا جو عظیم نقصان حضرت کو بھی تسلیم تھا اس تحریک سے کیا فائدہ نکلا؟ اور یہاں پر یہ ضرب المثل ثابت آئی کہ نہیں "لدو الموت و بنو الخراب" تو پھر اتحادیوں کو اس سے استدلال کرنا اور خباثتوں کو اس کے پردے میں چھپانا قطعاً حرام و ناجائز کفر انجام ہے۔ اکثر علماء کرام اس تحریک کے مخالف تھے سوائے چند کے جو ان کے تلامذہ میں تھے۔ مگر حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے رعب علمی اور جلالت شان کی وجہ سے خاموش رہے۔

حضرت پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی جو حضرت کے تلمیذ رشید بھی تھے اور حضرت کی بارگاہ کے اتنے قریب تھے کہ ہمیشہ اپنے کو اسیر حبیب لکھتے تھے اور علامہ فصیحی غازی پوری علیہ الرحمہ وغیرہ نے بھی اس تحریک کی تائید نہ کی۔ اس تحریک کا وہی حکم ہے جو ندوہ مخذولہ کا تھا۔

۱) مولائے کائنات رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: الرجال بالحق لا الحق بالرجال

۲) دنیا میں ایک شخص اکیلا پہاڑ پر کہے کہ خدا ایک ہے اور ساری دنیا کہے کہ خدا دو ہیں تو یہی اکیلا سواد اعظم ہے اور سب کافر۔ یہ دعوئ اتحاد باطل و دعوئ کامیابی دنیا و آخرت کا ناپاک منصوبہ قرآن کے خلاف ہے اور ایسا چاہنے والا دشمنِ دین ہے۔ خارج از اسلام ہے۔ امام التصوف علامہ جلال الدین رومی قدس سرہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

دور شو از اختلاط یار بد

یار بد بد تر بود از مار بد

یعنی بدمذہب دوست سے دور بھاگ اس کی صحبت میں نہ بیٹھ کیوں کہ بدمذہب دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں:

مکن روباہ بازی شیر باش

بر سر اعدائے دیں شمشیر باش

یعنی اے مسلمان سنتا ہے! دین، مذہب کے معاملے میں لومڑی کی طرح پالیسی بازی، مکاری مت کر بلکہ شیر بن جا اور دشمنان دین کے سروں پر تلوار بن جا۔ علامہ رومی قدس سرہ تو ان مرتدین، بددین، منافقین، بدمذہبوں سے دور رہنے کو فرمائیں اور اپنے کو دور رکھنے کو فرمائیں نہ کہ ان سے دوستانہ۔

۱) اور اس تحریک سے اجتناب و احتراز ضروری ہے اور اس میں شرکت ناجائز ہے۔

۲) یعنی آدمی حق پر ہے تو حق مانو نہ کہ بڑی شخصیت کی وجہ سے کسی کے قول و فعل کو حق مانو۔ یارانہ اور اتحاد نہ کریں اور یہ سنی عالم کہلانے والا جاہل مقرر اسلاف کرام اور شرع کا مذاق بنانے والا اتحاد باطل کی دعوت دے۔ دنیا و آخرت و حیات وممات میں کامیابی کی امید فاسد رکھے۔ حدیث شریف میں ہے "اهل البدع كلاب اهل النار"۔ یعنی بدمذہب لوگ جہنمیوں کے کتے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کو ان بدمذہبوں، جہنمی کتوں سے کم از کم اتنا دور رہنا چاہیے جتنا دنیاوی زہریلے دیوانے کتّے سے دور رہتا ہے۔ یہ بے دینان زمانہ قادیانی، وہابی، دیوبندی، بابی، بہائی، خاکساری، احراری، نیچری وغیرہا یہ سب فرقہائے باطلہ صرف اور صرف انگریزوں کے جنم دیئے ہوئے ہیں اسلام کی بیخ کنی کے لیے۔ ثبوت کے لیے انہیں کی کتابیں دیکھیں۔ مکالمتہ الصدرین، فتاوٰی رشیدیہ، تواریخ عجیبہ وغیرہا اور نجدی وہابی کی تاریخ دیکھنا ہو تو "ہمفرے کے اعترافات" دیکھئے۔ نجدی وہابی دشمنان اسلام ہیں۔ اس ثبوت میں حسین احمد اجودھیا باشی المعروف بہ مدنی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کی کتاب "الشہاب الثاقب" دیکھیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

ترجمہ - اگر شیطان تجھے بھلادے تو یاد آنے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

تفسیرات احمدیہ میں ہے "دخل فیہ الکافر والمبتدع" اس آیت کے حکم میں ہر کافر مبتدع داخل ہے۔ ابن حبان اور طبرانی میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ترجمہ: ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ نہ بیٹھو، ان سے رشتہ نہ کرو، وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مر جائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ، نہ ان کی نماز پڑھو، نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھو، فرمان مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے غافل اپنے کو سُنّی عالم کہلانے والا اب بھی بیدار نہ ہوگا۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتنوں سے بچائیں، امان کی طرف بلائیں اور یہ نادان اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اسی کے قریب جائے۔ کیا سرور کون و مکاں نے تم کو آگاہ نہ فرمایا کہ: "ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنکم "ان سے دور رہو ان کو اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں۔

ترجمہ: یعنی جو کسی بدمذہب کو اس کی بدمذہبی کی وجہ سے دشمن جان کر اس سے منہ پھیرے اللہ تعالیٰ اس کا دل امان وہ ایمان سے بھر دے۔ اور جو کسی بدمذہب کو جھڑکے اللہ تعالیٰ اسے بڑی گھبراہٹ کے دن امان دے اور جو کسی بدمذہب کی تذلیل کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سو درجے بلند فرمائے اور جو کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اس سے خوشی کے ساتھ ملے یا اس کے سامنے ایسی بات کرے جس سے اس کا دل خوش ہوا، اس نے ہلکی جانی وہ چیز جو اتاری گئی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ دیکھیں وہ سُنّی عالم کہلانے والا بد باطن کہ بدمذہب و بددین سے دور و نفور رہنے والے پر کیا کیا رحمتیں ہیں۔ اور ان سے یارانہ، بھائی چارہ رچانے والے پر کیسی کیسی وعیدیں۔ تفسیر حقائق التنزیل میں ہے:

یعنی جو شخص اپنے ایمان کو صحیح و درست کرے گا اور توحید اسلام کا اقرار کرے گا، تو یقیناًوہ شخص کسی بدمذہب بددین سے انسیت و دوستی نہیں رکھے گا اور نہ اس کے ساتھ بیٹھے اٹھے گا اور نہ ان کے ساتھ کھائے پیئے گا۔ اور اس بدمذہب کی عداوت و دشمنی ظاہر کریگا اور جو بدمذہب کے ساتھ مداہنت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کی چاشنی کو چھین لے گا اور جو بدمذہب کے ساتھ دوستی رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے ایمان کا نور نکال لے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عزیز برادران اہل سنت! خبردار ہوشیار ایسے بد باطن، کور چشم اتحاد باطل کی دعوت دینے والوں سے۔ یاد رکھو اور اپنے لوح قلب پر یہ نقش کرلو۔ آقائے دو عالم حبیب اکرم سرورِ انس و جاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دل و جان سے محبت ہی عین ایمان اور ایمان کی جان ہے۔

اور یہ محبت ہرگز سچّی اور تمام نہیں ہوتی، جب تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں، مرتدین، منافقین، مبتدعین، رافضی، قادیانی، نیچری، دیوبندی، وہابی، غیر مقلد، بددینوں، خاکساری، احراری، بابی، بہائی، خارجی وغیرہم سے قلبی نفرت، دلی عداوت اور ان سے احتراز و مجانبت نہ ہو۔ ان سب سے دور و نفور رہو اور ان سے اپنی بیزاری کا اظہار کرو۔ اسی میں تمہاری کامیابی و صلاح دنیا و فلاح نجات آخرت ہے۔ اور اس میں اللہ جلّ شانہ، اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل ہوگی۔ اور اس پر عمل کر کے ہمیشہ غالب و مظفر و منصور رہوگے۔

واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم

امر برقمہ وقال بفمہ الفقیر الی ربہ الغنی القدیر محمد مشاہد رضا خان غفرلہ ربہ الغفور البصیر بجاہ حبیبہ البشیر النذیر علیہ وعلی آلہ و صحبہ الصلوۃ والسلام من الصغیر والکبیر۔

تنبیہ: جملہ سُنّی بھائی رضوی حشمتی حضرات انہی ارشادات قرآنیہ و احادیث کریمہ کو اور ائمہ دین و فقہائے کرام علیہم رحمۃ ربنا المنعام کے فرامین کو جو اس میں درج ہیں اپنا دستور عمل بنائیں۔ خود عمل کریں اور دوسرے بھائیوں کو تبلیغ کر کے عامل بنائیں اور ارشادات قرآنیہ و احادیث کریمہ و فرامین ائمہ کرام کے خلاف جس پیر کو، جس عالم کو، جس مولوی کو دیکھیں اس سے دور و نفور اور علیحدہ و بیزار ہو جائیں۔ مولائے غفار (جل وعلا) اس پر عمل کی ہم سب بھائیوں کو ہمیشہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ و علی آلہ وصحبہ الصلاۃ والتسلیم۔

(سیف فقیہ الباسل)

☆☆☆☆☆☆

تفصیل تصغیر

از- خلیفۂ مظہر اعلی حضرت و مفتی اعظم علامہ بدر الدین احمد صدیقی علیہ الرحمۃ والرضوان

مسئلہ: مندرجہ ذیل مسائل میں علمائے دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں:

(١) تصغیر کے کیا معنی ہیں اور تصغیر کے کتنے اقسام ہیں؟

(٢) کملیا، چدریا، گگریا، دوریا، نگریا اور ان کے ماسوا اسی طرح کے دیگر الفاظ برائے تصغیر ہیں کہ انہیں؟

(٣) ان الفاظ کا استعمال اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ یعنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک چادر شریف کو چدریا، مبارک کمبل شریف کو کملیا اور در اقدس کو دوریا، نورانی و عرفانی نگر مقدس کو نگریا اسی طرح سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے منصوب کسی بھی شی کو حتی کہ پاک بارگاہ پاک کے ذروں کو اس طرز و ادا کے لفظوں میں کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(٤) اگر ایسے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں تو کوئی کراہت ہے کہ نہیں؟

(٥) اگر نہیں استعمال کر سکتے ہیں تو نفی کس درجہ کی ہے؟

(٦) ایسے الفاظ کے استعمال کی نفی کا علم ہونے کے باوجود اور عدم علم کی بنا پر استعمال کرنے والے پر توبہ لازم ہے کہ نہیں؟

(٧) اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد سادات کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین جیسے حسنین کریمین، سرکار غوث اعظم، ہند الولی خواجہ غریب نواز اور دیگر اولیائے کاملین و سالکین و مخدومین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین وارضاہ عنا کے لیے چدریا، کملیا، گگریا، دوریا، نگریا وغیرہ الفاظ استعمال کر سکتے ہیں کہ نہیں؟

٨) مجدد مأۃ ماضیہ سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا اس مسئلے میں کیا موقف ہے۔ بالتفصیل مع حوالۂ کتب تحریر فرمائیں تاکہ احقاق اور ابطال باطل ہو جائے۔ اللہ تعالی آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ وآلہ واصحابہ اجمعین وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم وبارک علیہم۔ (نوٹ) جلد ہی جواب مرحمت فرمائیں تاکہ شعبان کی تعطیل سے پہلے موصول ہو جائے۔

الجواب بعون ربنا الوھاب۔ اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

(ا) تصغیر سے مراد:۔ وہ لفظ ہے جو کسی شیٔ کو بے قدر بتانے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ تصغیر کا اصل معنی موضوع لہ یہی ہے لیکن کبھی اس کا اطلاق معنی موضوع لہ کے غیر پر بھی ہوتا ہے، اور وہ غیر حب اور تعظیم ہے، حاصل یہ ہے کہ کلمہ تصغیر تین معنی کے لیے بولا جاتا ہے۔ تحقیر، حب، تعظیم۔ ذیل میں سب کی مثالیں لکھی جاتی ہیں۔

(الف) سیٹھ کی تصغیر سٹھلی، پردھان کی تصغیر پردھنلی، حاجی کی تصغیر حجیا، مولانا کی تصغیر مولنوا تصغیر کے یہ سب کلمات تحقیر کے لیے ہیں۔

(ب) بچہ کی تصغیر بچوا، بہن کی تصغیر بہنی، بھائی کی تصغیر بھیا تصغیر کے یہ سب الفاظ دلار و پیار کے لیے بولے جاتے ہیں۔

(ج) ناک کی تصغیر ناکڑا تصغیر کا یہ لفظ کسی کی ناک کو بڑی بھاری بھرکم بتانے کے لیے بولا جاتا ہے۔ فن منطق میں جزئی کے دو معنی بتائے جاتے ہیں ایک یہ کہ وہ ایسا مفہوم ہے جس کا نفس تصور اس کو کثیرین پر صادق آنے سے مانع ہو۔ دوسرا یہ کہ وہ ایسا مفہوم ہے جو کسی عام کے تحت ہو۔ پہلے معنی کے اعتبار سے جزئی کا نام جزئی حقیقی ہے۔ دوسرے معنی کے اعتبار سے جزئی کا نام جزئی اضافی ہے۔ تو جس طرح یہاں یہ کہنا درست نہیں کہ جزئی کی دو قسم ہے ایک حقیقی دوسری اضافی چوں کہ جزئی کو مقسم فرض کرنے کی صورت میں اس کا کوئی ایسا عام مفہوم ہر گز نہیں جزئی حقیقی اور اضافی میں مشترک ہو۔ یوں ہی زیر بحث مسئلہ میں تصغیر کے لیے کوئی ایسا عام مفہوم ہر گز نہیں جو تصغیر تحقیری، تصغیر حبی، تصغیر تعظیمی میں مشترک ہو اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ تصغیر نہ تو مقسم ہے نہ تو اس کی قسمیں ہیں۔ واللہ تعالی اعلم جل جلالہ و علیہ الصلاۃ والسلام۔

(۲) کملیا، چدریا، نگریا وغیرہ سارے مذکورہ الفاظ در سوال دوم قطعی کلمات تصغیر ہیں، واللہ تعالی و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) کلمات تصغیر کا استعمال سرکار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یا سرکار سے نسبت رکھنے والی اشیا کے بارے میں مطلقاً سخت ممنوع ہے۔ پھر اگر وہ کلمات تحقیر کے لیے ہوں تو ان کا استعمال صریح کفر ہے اور اگر پیار و محبت کے لیے ہو تو ان کا استعمال کفر نہیں مگر حرام ضرور ہے۔ واللہ تعالی و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

(٤) سوال نمبر ۳ میں مذکورہ کلمات تصغیر کا استعمال سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب اشیا کے حق میں ہر گز ہر گز جائز نہیں۔ تحقیر کی صورت میں کفر اور محبت کے طور پر حرام۔ واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

(۵) تحقیر کی صورت نہی عن الکفر اور حب کی صورت میں نہی عن الحرام ہے۔ یہاں سائل نے "نہی" کی جگہ "نفی" کا لفظ لکھا ہے جو اپنے محل میں نہیں ہے۔ فلیتنبہ واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

(٦) جب شرعی قانون یہ ہے کہ سرکار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اور سرکار سے منسوب اشیا کے بارے میں محبت کے طور پر بھی ممنوع و حرام ہے تو جو شخص واقفیت کے باوجود زیر بحث کلمات تصغیر شان رسالت میں استعمال کرتا رہا یا استعمال کرے وہ شدید فاسق ہے، اس پر فرض ہے کہ وہ بارگاہ احدیت جل جلالہ میں توبہ استغفار کرے اور بارگاہ رسالت علیہ التحیۃ والثناء میں عظمت رسالت کی حق تلفی کی معافی مانگے۔ لیکن جسے زیر بحث کلمات تصغیر کے استعمال کی تحریم کی اطلاع نہ تھی اور اس نے نادانستگی میں شان رسالت میں کلمات تصغیر استعمال کیے تو اسے فاسق قرار نہ دیا جائے گا کہ اس نے جان بوجھ کر بالقصد عظمت رسالت کی حق تلفی نہ کی، لیکن اس سے حق تلفی ضرور ہوئی، لہذا اسے بھی بارگاہ الٰہی جل مجدہ میں معافی مانگنا اور استغفار کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالی و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷) حضرات سادات کرام بالخصوص امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالی عنہما، سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ، سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر اولیائے کرام رضوان اللہ تعالی علیہم یہ سب نفوس قدسیہ سرکار اعظم پیارے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی نسبت رکھنے کے سبب واجب التعظیم ہیں۔ لہذا ان حضرات کی

منسوب اشیا کے حق میں بھی کلمات تصغیر کا استعمال ہر گز جائز نہیں۔

واللہ و رسولہ اعلم جل شانہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

(۸) استاذ مشاہیر علمائے ہند حضرت علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ عقائد کی جلیل الشان کتاب "المعتقد المنتقد" میں تحریر فرماتے ہیں: "قال بعض العلماء لوقال لشعر النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شعیرا فقد کفر" بعض علمائے دین نے فرمایا: کہ اگر (کوئی کلمہ گو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بال کو بلوا کہے تو بے شک کافر ہو گیا، پھر سرکار اعلی حضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ مذکورہ بالا متن کے اطلاق کی تقیید فرماتے ہوئے اپنی تصنیف "المستند المعتقد" میں تحریر فرماتے ہیں: (عربی عبارت) یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس مبارک بال کو حقارت کے طور پر اس کی تصغیر کرتے ہوئے بلوا کہنے والا ضرور کافر ہوگیا۔ اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ سرکار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی چیزوں کے حق میں تصغیر کا لفظ بولنا ہر طرح ناجائز ہے اگرچہ پیار، محبت کے طور پر ہو بلکہ تصغیر کا لفظ کبھی کبھی تعظیم کے لیے بھی آتا ہے اور اس کی مثال ہماری اردو زبان میں ناکڑا ہے جو ناک کی تصغیر ہے یہ لفظ صرف بھاری بھر کم بڑی ناک پر بولا جاتا ہے اور باوجود اس کے (کہ تصغیر کا لفظ بطور محبت بھی بولا جاتا ہے) مگر پھر بھی معنی وضعی اصل کا دھیان آسکنا اس کو ممنوع و حرام قرار دینے کے لیے کافی ہے اور بے شک مصحف شریف کو مصحفوا کہنے یا مسجد کو مسجدیا بولنے سے علمائے دین نے منع فرمایا ہے۔ لہذا مکھڑا انکھڑیاں اور اس طرح دوسرے کلمات تصغیر جنہیں ہر وادی میں بھٹکنے والے بعض شعرا نے نعت میں گھسیڑ رکھا ہے ان کو (پڑھنے اور سننے سے) پرہیز کرنا واجب ولازم ہے۔

واضح ہو کہ شان نبوت اور ہر معظم دینی اشیا کے حق میں کلمات تصغیر کے استعمال کی ممنوعیت و حرمت کا مسئلہ تنہا خاص سرکار اعلی حضرت کا موقف نہیں بلکہ پیشوان دین اہل حق ارباب بصیرت علمائے اسلام کا موقف ہے جیسا کہ خود سائل عزیز گرامی قدر نے علمائے دین کے ارشاد کو ملاحظہ کر لیا کہ نبی کے مبارک بال کو بلوا کہنے والا کافر ہو گیا اور مصحف کو مصحفوا کہنا نیز مسجد کو مسجدیا بولنا ناجائز ہے۔ ہاں فرق یہ ہے کہ علما کے اقوال میں کلمات تصغیر کا ضمنی تذکرہ ہے اور امام بریلوی کے ارشاد میں ضابطہ کلیہ کا بیان اور اس کے بعض جزئیات کی تفصیل ہے لہذا کسی سر پھرے "بددماغ" کوڑھ مغز شان رسالت وعظمت نبوت کی نوک پلک سے نابلد مولوی ملا پیر و فقیر کو یہ کہنے کی ہر گز گنجائش نہیں کہ زیر بحث کلمات تصغیر کے استعمال کی حرمت کا مسئلہ اتنا اہم نہیں جتنا بتایا جا رہا ہے۔ یہ مسئلہ تو تنہا مولانا شیخ احمد رضا خان صاحب کی انفرادی رائے ہے۔ جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے اور شان رسالت کے حق میں کلمات تصغیر بولنے سے پرہیز کرے اور جس کا جی چاہے اس مسئلہ کا انکار کرے کے بے روک ٹوک شان نبوت میں کلمات تصغیر کا آزادانہ استعمال کرے۔ تو اب کہنا یہ ہے کہ زیر بحث مسئلہ ہر گز ہر گز سرکار اعلی حضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کی ایجاد نہیں بلکہ اسلام کا عقیدۂ دینیہ ہے جو متعدد آیات قرآنیہ سے ماخوذ ہے۔ ھذاما عندی والعلم عند ربی ثم عند رسولہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم۔

کتبہ : بدر الدین احمد القادری الرضوی من المدرسین بالمدرسۃ الغوثیۃ فی بڑھیا بستی، ۲۲ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

(فتاوی بدر العلما، صفحہ ۳۰۹)

☆☆☆☆☆☆

حدیثِ رُبَیّع پر امام اہل سنت کی تحقیق اور امام الوہابیہ کا زبردست تعاقب

از- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شاہزادۂ حضور معصوم ملت محقق عصر علامہ مفتی محمد فاران رضا خان صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

معجزة من معجزات سید المرسلین ، آیت من آیات رب العلمین ، ماحیٔ شرک و بدعت ، قاطع کفر و ضلالت ، امام اہل سُنت مجدد دین وملت اعلی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں:

بخاری ومسند احمد وسنن ابی داؤد وترمذی وابن ماجہ میں رُبَیّع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میری شادی میں تشریف لائے چھوکریاں دف بجا کر میرے باپ چچا جو بدر میں شہید ہوئے تھے ان کے اوصاف گاتی تھیں اس میں کوئی بولی ع

وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ

ہم میں وہ نبی ہیں جنہیں آئندہ کا حال معلوم ہے

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اس پر سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

دعی ھٰذا وقولی بالذی کنت تقولین۔

اسے رہنے دے اور جو کچھ پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا

اقول: وباللہ التوفیق امام الوہابیہ اس حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا......... تو وہ اس حدیث سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف آئندہ بات جاننے کی اسناد مطلقًا شرک ہے اگرچہ بعطائے الٰہی جانے کہ اس نے صاف کہہ دیا:

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ہے۔"

(امام الوہابیہ کی مزید دو عبارات ذکر کرنے کے بعد اعلی حضرت فرماتے ہیں:)

اللہ اللہ ،اللہ کے دئے سے بھی ایسا مرتبہ ماننا اس (امام الوہابیہ) کے نزدیک شرک ہو تو شکایت نہیں کہ اس کے دھرم میں اس کا معبود خود ہی کسی کو آئندہ باتیں جاننے کا مرتبہ دینے پر قادر نہیں کیا اپنا شریک کسی کو بنا سکے گا؟

(پھر امام اہل سنت اعلی حضرت، علم غیب کے اثبات میں قرآن مجید کی دو آیات اور تفسیر اور امام الوہابیہ کا رد کرنے کے بعد فرماتے ہیں:)

اور یہ اس کا قدیم داب ہے کہ دعوٰی کرتے وقت آسمان سے بھی اونچا اُڑے گا اور دلیل لاتے وقت تحت الثّرٰی میں جا چھپے گا اور پیچھا کیجئے تو وہاں سے بھی بھاگ جائے گا،ایسے ہی ناتمام اٹکل بازیوں سے عوام کو چھلا اور کاغذ کا چہرہ اپنے دل کی طرح سیاہ کیا۔

ثم اقول: اور انصاف کی نگاہ سے دیکھئے تو بحمد للہ تعالٰی حدیث نے شرک کا تسمہ بھی لگا نہ رکھا، اور شرک پسند، اوشرک کی حقیقت و شناخت سے غافل! کیا شرک کوئی ایسی ہلکی چیز ہے کہ اللہ کا رسول اور رسولوں کا سردار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی مجلس میں اپنے حضور اپنی

امت کو شرک بکتے کفر بولتے سنے اور یونہی سہل دو حرفوں میں گزار دے کہ اسے رہنے دو وہی پہلی بات کہے جاؤ۔

(امام الوہابیہ کی مزید گستاخانہ عبارات کارد کرنے کے بعد فرماتے ہیں:)

نہ ان کے کہنے والیوں پر کوئی مواخذہ ہو، ایک آسان سی بات پر قناعت فرمائیں کہ اسے رہنے دو، کیوں نہیں فرماتے کہ اری! تم کفر بک رہی ہو، اری! تقویۃ الایمان کے حکم سے تم مشرکہ ہو گئیں تمہارا دین جاتارہاتم مرتد ہوئیں از سر نو ایمان لاؤ کلمہ پڑھو نکاح ہو گیاہے تو تجدید نکاح کرو۔

غرض ایک حرف بھی ایسانہ فرمایا جس سے شرک ہوناثابت ہو، کہنے والیوں کو اپنا حال اور اہل مجلس کو اس لفظ کا حکم معلوم ہو حالانکہ وقت حاجت بیانِ حکم فرض ہے اور تاخیر اصلًا روا نہیں، تو خود اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اطلاع علی الغیب کی نسبت ہر گز شرک نہیں۔

رہا ممانعت فرمانا، وہ بھی یہ بتائے کہ انبیائے کرام وخود سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس کا اعتقاد فی نفسہٖ باطل ہے، یہ منہ دھور کھئے منعِ لفظ، بطلانِ معنٰی ہی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے لیے وجوہ ہیں اور عقل ونقل کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ:

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

(جب احتمال آجائے تواستدلال باطل ہو جاتا ہے)

(اب ترتیب وار قول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم "دعی ھٰذا وقولی بالذی کنت تقولین" کے معانی ومفاہیم کو ارشاد الساری، لمعات ومرقات وغیرہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:)

اولًا: ممکن ہے کہ لہو ولعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زنانے گانے اور وہ بھی دف بجانے میں پسند نہ فرمائی، لہذا ارشاد ہوا: "اسے رہنے دو اور وہی پہلے گیت گاؤ"۔ ارشاد الساری، لمعات ومرقات وغیرہ میں اس احتمال کی تصریح ہے۔

ثانیًا اقول: ممکن کہ مجلس عورتوں، کنیزوں، کم فہم لوگوں کی تھی ان میں منع فرمایا کہ توہمِ ذاتیت کا سد باب ہو، شرح حکیم ہے اور امام الوہابیہ کی مت اوندھی جو متحمل ذووجوہ بات جس میں برے پہلو کی طرف لے جانے کا احتمال ہو چھوکریوں کو منع کی جائے دانشمند مردوں کے لیے اس کی ممانعت بدرجہ اولیٰ جانتاہے حالانکہ معاملہ صاف الٹاہے ایسی بات سے کم علموں کم فہموں کو روکتے ہیں کہ غلط نہ سمجھ بیٹھیں، عاقلوں دانشمندوں کو منع کیا ضرور کہ ان سے اندیشہ نہیں۔

(یعنی امام اہل سنت اس قول کی دوسری توجیہہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ بات جس میں بُرے پہلو کا خفیف سا احتمال ہو کم فہموں کو اس بات سے منع فرمایا جاتاہے نہ اس لئے کہ وہ بات عیاذًا باللہ شرک ہے جیسا کہ امام الوہابیہ کی اوندھی عقل نے سمجھا، بلکہ اس لئے کہ کم عقل غلط نہ سمجھ لیں اپنی اسی توجیہہ پر دلیل پیش کرتے ہوئے آگے فرماتے ہیں:)

صحیح مسلم ومسند احمد وسنن ابی داؤد وسنن نسائی میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا اور اس میں یہ لفظ کہے:

ومن یطع اللہ ورسولہ، فقد رشد ومن یعصہما فقد غوٰی۔

جس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی اس نے راہ پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

بئس الخطیب انت، قل ومن یعص اللہ ورسولہ، فقد غوٰی۔

کیا براہ خطیب ہے تُو، یوں کہہ کہ جس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا

امام قاضی عیاض وغیرہ ایک جماعت علماء کا ارشاد ہے:

انما انکر علیہ تشریکہ فی الضمیر المقتضی للتسویۃ وامرہ بالعطف تعظیماللہ تعالٰی بتقدیمہ اسمہ۔

یعنی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس خطیب کا اللہ ورسول کو ایک ضمیر تثنیہ میں جمع کرنا

کہ جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی کو پسند نہ فرمایا اس میں برابری کا وہم نہ ہو جائے اور حکم دیا کہ یوں کہے کہ جس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی جس میں اللہ عزوجل کا نام اقدس نام پاک رسول سے تعظیماً مقدم رہے۔

حالانکہ حدیث شریف میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خطبے میں یوں فرمایا کرتے:

من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصمہا فانہ لایضر الا نفسہ۔

ابوداؤد عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔

جس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی وہ راہ یاب ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ (ابوداؤد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ت)

نیز ابن شہاب زہری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ روایت کیا اس میں بعینہٖ وہی الفاظ ہیں کہ:

ومن یعصمہا فقد غوٰی۔رواہ ایضًا عنہ مرسلًا۔

جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی گمراہ ہوا۔

حدیث آئندہ سے بتوفیق اللہ تعالٰی اس فقیر کی عمدہ تائید وتقریر ہوتی ہے فانتظر۔

ثالثًا: وجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق بے ذکر تعلیم الٰہی عزوجل ہے۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی نے لمعات میں اس طرف ایما فرمایا۔

اقول: اور وہ بے شک وجیہ ہے جس طرح بغیر اللہ عزوجل کی مشیت کو ملائے یوں کہنا کہ میں یوں کروں گا، مکروہ ہے۔

قال اللہ تعالٰی:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا الّا ان یشاء اللّٰہُ۔

ہر گز نہ کہنا کسی چیز کو کہ میں کل ایسا کرنے والا ہوں مگر یہ کہ خدا چاہے۔

علم غیب بالذات، اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودان باطل وغیرہم کے لئے مانتے تھے لہذا مخلوق کو "عالم الغیب" کہنا مکروہ، اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالٰی کے بتائے سے امور غیب پر انہیں اطلاع ہے۔

یہ دوسرا احتمال ہے کہ علماء نے اس حدیث میں ذکر فرمایا اس تقدیر پر بھی ممانعت ادب کلام کی طرف ناظر ہے نہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کو بتعلیم الٰہی غیب پر اطلاع کا عقیدہ ممنوع ہی ہو شرک تو درکنا جو اس طاغی کا مقصود ہے ۔ هكذا ينبغي التحقيق والله تعالٰى ولى التوفيق۔

(ان تین توجیہات کو ذکر کرنے کے بعد امام اہل سنت اعلی حضرت قبلہ اپنے موقف پر حدیث پاک سے استدلال قائم کرتے ہوئے علمِ غیبِ مصطفٰےعلیہ التحیۃ والثناء کا اثبات وہ بھی اشعار ہی میں وہ بھی صحابیٔ رسول کی زبانی وہ بھی حضور کے سامنے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:)

محمد بن اسحٰق تابعی ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کی، جب (غزوۂ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ ایمان لاکر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل ومال اسے واپس دیں۔

یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ کہ حضور مقام جعرانہ سے نہضت فرماچکے تھے، سید اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے اہل ومال واپس دئے اور سو اونٹ اپنے خزانۂ کرم سے عطا کئے، "فقال مالك بن عوف رضی الله تعالٰی عنہ یخاطب رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم من قصیدة"

(تو مالک بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اپنے قصیدہ سے مخاطب ہوئےت)۔

ماان رایتُ ولا سمعتُ بواحدٍ
فی الناس کلهم کمثل محمدٖ

اوفٰی واعطٰی للجزیل لمجتدٍ
ومتٰی تشاء یخبرك عما فی غدٖ

یعنی میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا، سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائلِ نفع کو کثیر عطا بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے کل کی خبر بتادیں۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرمایا۔

معافی نے کتاب الجلیس والانیس میں بطریق حرمازی ابوعبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، مالک بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ رئیس ہوازن، اسلام لاکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنا وہ قصیدہ نعتیہ سنایا (جس میں اسی مضمون کے شعر ذکر کئے) "فقال لہ خیرًا وکساہ حلّۃ" حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور انہیں خلعت پہنایا۔ ذکرهما الحافظ فی الاصابۃ

(پھر امام اہل سنت اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:)

اقول: رضوان الٰہی کے بے شمار باران یارانِ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر برسیں یوں نہ کہا کہ "متی یشاء" جب وہ چاہیں

تجھے غیب کی خبر دے دیں۔ اس میں اس صورت پر بھی صادق آسکنے کا احتمال رہتا، جب بتانے والے کو کوئی اختیار نہ دیا جائے بلکہ سال دو سال میں ایک آدھ بات پر اطلاع عطا ہو ایسا جاننے والا بھی توریہ وایہام کے طور پر کہہ سکتا ہے کہ جب چاہوں گا تمہیں غیب کی خبر دے دوں گا کہ وہ اس وقت چاہے گا جب اسے اتفاق سے کوئی خبر ملے گی تو شرطیہ سچا ہے بلکہ یوں فرمایا کہ جب تُو چاہے وہ تجھے غیب کی خبر دے دیں گے، یہاں سائل مطلق مخاطب ہے کسے باشد نہ وہ معین نہ اسکے پوچھنے کا وقت محدود نہ غد معرفہ بلکہ نکرہ غیر مخصوص، تو حاصل یہ ٹھہرے گا کہ جو شخص چاہے جس وقت چاہے جس آئندہ بات کو چاہے حضور بتادیں گے، یہ اسی کی شان ہوسکتی ہے جو بالفعل تمام آئندہ باتوں کو جانتا ہو یا اطلاع غیب اس کے ارادہ وخواہش پر کردی گئی ہو کہ جب چاہے معلوم کرلے ورنہ یہ اطلاق ہرگز صادق نہیں آسکتا۔

(اس تشریح کے بعد امام اہل سنت اسی پہلی حدیث کی طرف عود کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:)

حدیث دکھا کر اتنا پوچھئے کہ کیوں صاحب! وہاں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غضب فرمایا نہ حکم شرک لگایا مگر انصار کی چھوکریوں کو اتنا ارشاد ہوا کہ اسے رہنے دو۔

یہاں جو یہ مرد عاقل یہ صحابی فاضل نعت حضور میں اس سے بھی زیادہ عظیم بات کر رہے ہیں اور حدیث فرماتی ہے کہ حضور منع نہیں کرتے بلکہ اور انعام واکرام بخشتے ہیں۔ یہ شرک وہابیت پر کیسی آفت ہے، اب یاد کر وہ اپنی اوندھی مت الٹی کھوپڑی

"چہ جائکہ عاقل مرد کہے یا سن کر پسند کرے"۔

کچھ یہ بھی سُوجھا کہ کہنے والے کون تھے اور سن کر پسند کرنیوالے کون۔

" بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبٰطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ "

بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے، اور تمہاری خرابی ہے ان باتوں سے جو بناتے ہو۔(ت)

و صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین، اٰمین!

مـــرتـــب:

فقیر سگ بارگاہ مشاہد

محمد فاران رضا خان حشمتی غفرلہ القوی

آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

۱۸ صفر المظفر ۱۴۴۳ مطابق ۲۶ ستمبر ۲۰۲۱

☆☆☆☆☆☆

پیغام مشاہد ملت

رضی المولیٰ عنہ

عزیز برادران اہل سنت! خبردار ہوشیار ایسے بدباطن، کورچشم اتحاد باطل کی دعوت دینے والوں سے۔ یاد رکھو اور اپنے لوح قلب پر یہ نقش کرلو۔ آقائے دوعالم حبیب اکرم سرورِانس وجاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دل وجان سے محبت ہی عین ایمان اور ایمان کی جان ہے۔

اور یہ محبت ہرگز سچّی اور تمام نہیں ہوتی، جب تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں، مرتدین، منافقین، مبتدعین، رافضی، قادیانی، نیچری، دیوبندی، وہابی، غیر مقلد، بددینوں، خاکساری، احراری، بابی، بہائی، خارجی وغیرہم سے قلبی نفرت، دلی عداوت اور ان سے احتراز و مجانبت نہ ہو۔ ان سب سے دور ونفور رہو اور ان سے اپنی بیزاری کا اظہار کرو۔

اسی میں تمہاری کامیابی و صلاح دنیا و فلاح نجات آخرت ہے۔
اور اس میں اللہ جلّ شانہ، اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا مندی حاصل ہوگی۔ اور اس پر عمل کرکے ہمیشہ غالب و مظفر و منصور رہوگے۔

مدیر: عبید حشمت علی

تزئین کار: محمد سہیل رضا حشمتی